﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 23 | جمعۃ المبارک 16 دسمبر 2016ء | 15 ربیع الاوّل 1438 ہجری قمری ❁ 16 فتح 1395 ہجری شمسی | شمارہ 51

حصول علم کی فضیلت

ایک شخص مدینہ سے سفر کر کے حضرت ابوالدرداءؓ کے پاس دمشق پہنچا اور بتایا کہ مَیں نے یہ لمبا سفر صرف آپ سے روایت کردہ ایک حدیث سننے کے لئے کیا ہے۔ اس پر انہوں نے وہ حدیث سنائی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حصول علم کی راہوں پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے راستے آسان کر دیتا ہے۔

(جامع ترمذی کتاب العلم باب فضل الفقہ علی العبادۃ حدیث نمبر2606)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

میرے دعویٰ کی صداقت اور عیسیٰ کی وفات کوئی ایسا امر نہیں تھا جسے سمجھنا مشکل ہو لیکن تمہارے نفس نے تمہیں اپنے امام کی تکذیب پر ابھارا۔ تم آسمان سے مسیح کے نازل ہونے کا انتظار کرتے رہے اور اللہ نے تمہاری فکروں اور سوچوں کو اس درخشندہ حقیقت سے ہٹائے رکھا تا کہ وہ تم پر یہ ظاہر کر دے کہ تم حضرت کبریا کے اسرار و رموز سمجھنے سے عاجز ہو۔

’’اللہ تم پر رحم فرمائے۔ تمہیں معلوم ہو کہ میرے دعویٰ کی صداقت اور عیسیٰ کی وفات کوئی ایسا امر نہیں تھا جسے سمجھنا مشکل ہو لیکن تمہارے نفس نے تمہیں اپنے امام کی تکذیب پر ابھارا۔ پس تمہارے دل ٹیڑھے ہو گئے اور تم نے ویسا نہ سوچا جو سوچنے کا حق ہوتا ہے۔ اور میں تمہارے پاس نشانات، شواہد اور کھلے دلائل لے کر آیا اور اللہ نے وہ امر مجھ پر کھول دیا جو ابن مریم کے بارہ میں اس نے تم پر مخفی رکھا ہوا تھا۔ اور یہ اُس خدا کا فضل ہے کہ اُس نے مجھے وہ بات سمجھا دی جس سے اُس نے نہ تو تمہیں آگاہ کیا اور نہ ہی تمہیں سمجھایا۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ غار والے اور کتبوں والے ہمارے عجیب نشانوں میں سے تھے۔ [یہ وہ وحی ہے جو میرے ربّ نے قرآنی الفاظ میں مجھے کی۔ اور اس طرح میرے رب نے مجھے اسی طرح مخفی رکھا جس طرح اس نے اصحاب کہف کو مخفی رکھا تھا اور یہ سنن الٰہی میں سے ہے کہ وہ اپنے بعض اسرار لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھتا ہے تا کہ انہیں یہ معلوم ہو کہ ان کا علم محدود ہے اور تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزمائے اور ان میں سے مومنوں اور مجرموں کے فرق کو دکھا دے۔ منہ] اللہ نے صدیوں تک ہمیں تمہاری آنکھوں سے چھپائے رکھا اور ان پر پردے ڈالے رکھے۔ پس تم آسمان سے مسیح کے نازل ہونے کا انتظار کرتے رہے اور اللہ نے تمہاری فکروں اور سوچوں کو اس درخشندہ حقیقت سے ہٹائے رکھا تا کہ وہ تم پر یہ ظاہر کر دے کہ تم حضرت کبریا کے اسرار و رموز سمجھنے سے عاجز ہو اور یہ اللہ کی سنّت ہے تا کہ وہ تمہیں آراء کے اظہار کے وقت آداب سکھائے۔ یہ معاملہ تم پر صرف آزمائش کی وجہ سے مشتبہ رہا کہ اللہ اس کے ذریعہ تمہارا امتحان لے۔ پس اس نے اس اخفا کے بعد اسے ظاہر فرما دیا۔

اس سے بڑھ کر اور گناہ کیا ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم میں اللہ عیسیٰؑ کی وفات کی خبر دیتا ہے اور اس بات کی بھی خبر دیتا ہے کہ قیامت کے دن عیسیٰ اپنی امّت کے کفر اور اس کے بارہ میں علم نہ ہونے سے قبل اپنی موت کا اقرار کریں گے جیسا پہلے بیان ہو چکا ہے اور (ہمارے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اسے معراج کی رات وفات یافتہ لوگوں میں یحییٰ کے پاس دیکھا، پھر بھی تم اسے جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھاتے ہو۔ ہم نے اس سے عجیب تر کوئی بات نہیں دیکھی۔ تم کیوں بات نہیں سمجھتے۔ میرا قول قولِ فیصل ہے۔ پس اس سے تم ہرگز فرار نہ پا سکو گے۔ تم اس (مسیح) کی زندگی پر اصرار کرتے ہو لیکن اس پر کوئی دلیل پیش نہیں کرتے۔ اور اللہ سے بڑھ کر کون سچی بات کہہ سکتا ہے۔

اور اس کے سوا تمہارا جواب کوئی نہیں کہ تم کہو کہ ہمارے آباء و اجداد اسی عقیدہ پر تھے اگرچہ تمہارے آباء و اجداد سیدھی راہ سے ہٹے ہوئے ہوں۔ اور ان لوگوں کے خیالات کی کیا حیثیت جو صحابہ کے بعد ظاہر ہوئے، بلکہ تین صدیوں کے بعد۔ ان کا کوئی حق نہ تھا کہ وہ اللہ کی دی ہوئی خبروں کی ان کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے ہی تاویل کرنے لگیں بلکہ حسن ادب کا تقاضا تھا کہ وہ ان (خبروں) کے چشموں کے رستوں کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیتے۔ اور اکابرین امت کی سیرت یہی رہی ہے کہ وہ اخبار غیبیہ کو بیان کرتے وقت کسی ایک معنیٰ پر اصرار نہیں کرتے تھے بلکہ وہ اُن پر ایمان لاتے تھے اور ان کی تفاصیل کو حقیقت کا علم رکھنے والے (خدا) کے سپرد کر دیتے تھے۔ اور یہی طریق اہل تقویٰ اور دانشمندوں کے نزدیک محتاط طریق ہے۔ پھر ان کے بعد ایسے جانشین ہوئے جنہوں نے اپنے علم و معرفت کی حدود سے تجاوز کیا اور جو لَاتَقْفُ مَالَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فرمایا گیا ہے یعنی جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کی پیروی نہ کر، کو بھول گئے۔ اور ہر جگہ پسوؤں کی طرح اچھلے کودے اور ایسے امر پر اصرار کیا جس کا انہوں نے پوری طرح احاطہ نہ کیا تھا۔ وائے افسوس! ان پر اور ان کی جرأت پر کہ ملّت (اسلامیہ) کو ان سے ایسا صدمہ پہنچا ہے جو عیسائیت کی طرف سے پہنچنے والے صدمہ کی بہن ہے۔ اور ملّت کے لئے محض قحط سالیوں کی مانند ہیں۔ وہ عیسیٰؑ کو جسم سمیت آسمان پر اٹھاتے ہیں اور اللہ کے فرمان قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ پر غور نہیں کرتے [میری مراد قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّابَشَرًا رَّسُوْلًا کی آیت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ آیت کسی بشر کے جسم عنصری سمیت آسمان پر چڑھنے کے امتناع پر ایک واضح دلیل ہے اور صرف جاہل ہی اس کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان سُبْحَانَ رَبِّیْ میں آیت فِیْهَا تَحْیَوْنَ وَفِیْهَا تَمُوْتُوْنَ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ کسی بشر کا آسمان کی طرف رفع ایسا امر ہے جو اس عہد کو توڑتا ہے اور اللہ کی ذات اس سے پاک ہے کہ وہ اپنا عہد توڑے۔ پس اے عقلمندو! غور کرو۔ منہ] بلکہ وہ بغض اور کینہ میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ اے جوانو! تم ان آیات (مذکورہ) کے مقابل کہاں کھڑے ہو اور تم مشتبہ بات کی پیروی کیوں کرتے ہو۔ اور جو محکم نشانات ہیں انہیں چھوڑ رہے ہو۔ کیا تم نہیں جانتے کہ کافروں نے اس آیت (قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ) میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو خیر الانبیاء، افضل الاصفیاء ہیں سے آسمان پر چڑھنے کے معجزہ کا مطالبہ کیا تھا۔ جس کا اللہ نے انہیں یہ جواب دیا تھا کہ کسی بشر کا آسمان کی طرف اپنے جسم سمیت رفع اللہ کی سنت نہیں۔ بلکہ یہ اس کے وعدوں اور اس کے طریق کے خلاف ہے۔ اگر بالفرض عیسیٰؑ اپنے جسم سمیت دوسرے آسمان پر اٹھائے گئے تھے تو اس آیت میں اس ممانعت کے کیا معنیٰ ہوں گے؟ کیا عیسیٰؑ ربّ العزت کے نزدیک بشر نہ تھا؟ تو پھر اس کے بلند آسمانوں کی طرف اٹھائے جانے کی کون سی اشد ضرورت آن پڑی تھی۔ کیا زمین اس پر تنگ پڑ گئی تھی یا یہودیوں کے ہاتھوں سے بچنے کے لئے اس کے لئے زمین میں کوئی جائے مفر نہ رہا تھا کہ اسے چھپانے کے لئے آسمان پر اٹھایا گیا؟‘‘

....(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 111 تا 116۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

نمازجنازہ حاضروغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ یکم دسمبر 2016ء بروز جمعرات نمازظہر وعصر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرم **عبد الرشید خواجہ صاحب (ابن مکرم خواجہ عبدا لصمد صاحب۔ رینز پارک۔ یوکے)** کی نماز جنازہ حاضر اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

آپ 29/نومبر 2016ء کو ہارٹ اٹیک سے 73 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پیدائشی احمدی تھے۔ ہوشیار پور انڈیا میں پیدا ہوئے اور پارٹیشن کے بعد گجر خان (راولپنڈی) شفٹ ہوگئے جہاں سے 2009ء میں یوکے آئے اور رینز پارک میں اپنے بیٹے کے ساتھ رہائش پذیر ہوئے۔ نمازوں کے پابند، جماعت سے پختہ تعلق رکھنے والے، خلافت کے اطاعت گزار، نہایت سادہ، نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔

نمازجنازہ غائب:

(1) مکرم محمد حسین شاہد صاحب۔ مربی سلسلہ (ابن مکرم فیروزالدین صاحب۔ ربوہ)

21/اکتوبر کو صبح مسجد محمود (کوارٹرز تحریک جدید) میں نماز فجر کی سنتوں کے دوران ہارٹ اٹیک سے وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1955ء میں چرناڑی ضلع کوٹلی آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے اور 1961ء میں اپنے والد صاحب کے ساتھ احمدیت قبول کی۔ میٹرک کے بعد زندگی وقف کی اور 1969ء میں جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ 1977ء میں جامعہ پاس کرنے کے بعد پاکستان کی مختلف جماعتوں کے علاوہ بیرون ملک سیرالیون میں خدمت کی توفیق پائی۔ وفات سے قبل آپ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ میں خدمت کی توفیق پارہے تھے۔ بہت خاموش طبع، محنت سے کام کرنے والے علمی انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور 7 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے دو بیٹے واقف زندگی مربی ہیں۔ جن میں سے ایک مکرم محمد اکرم صاحب، جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ربوہ میں اور دوسرے مکرم محمد انصر صاحب، جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ میں بطور استاد خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(2) مکرم طاہر احمد بٹ صاحب (آف بریڈفورڈ۔ یوکے)

30 جولائی 2016ء کو 48 سال کی عمر میں برین ہیمبرج سے وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 12 سال قبل جرمنی سے مع فیملی یوکے آئے تھے۔ مرحوم حقوق العباد کو احسن طور پر نبھانے والے بہت ہمدرد، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی اہلیہ مکرمہ صائمہ احمد صاحبہ اس وقت بریڈفورڈ ساؤتھ کی صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پارہی ہیں۔

(3) مکرم ڈاکٹر محمد شفیع صاحب (ابن مکرم حکیم روشن دین صاحب۔ چک 96 گ ب صریح ضلع فیصل آباد)

12/ستمبر 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو نگران حلقہ ضلع فیصل آباد کے علاوہ اپنی مقامی مجلس میں زعیم انصاراللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ خلافت کے ساتھ گہرا محبت کا تعلق رکھتے تھے۔ اپنے بچوں کی بہت اچھی تربیت کی۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کے چھ بیٹے ہیں اور سب کسی نہ کسی رنگ میں سلسلہ کی خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔ آپ کے ایک پوتے مکرم اسامہ مسعود صاحب واقف زندگی ہیں اور جامعہ احمدیہ ربوہ میں پانچویں سال کے طالب علم ہیں۔

(4) مکرمہ فہمیدہ ارشد صاحبہ (اہلیہ مکرم مرزا محمد ارشد صاحب۔ Binghamton۔ یوایس اے)

15/ستمبر 2016ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پنجوقتہ نمازوں اور تہجد کی پابند، بہت عبادت گزار، مہمان نواز، خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والی، صابرہ وشاکرہ اور بہادر خاتون تھیں۔ آپ سب کے ساتھ بہت پیار سے پیش آتیں اور نوکروں سے بھی شفقت کا سلوک کیا کرتی تھیں۔ احمدیت اور خلافت کی شیدائی تھیں اور اپنی اولاد کے دلوں میں بھی فدائیت کا یہ جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرتی رہتی تھیں۔ کوئٹہ قیام کے دوران جماعت کے خلاف ہونے والے فسادات کا ایک نڈر اور بہادر سپاہی کی طرح ڈٹ کر مقابلہ کرتی رہیں۔ آپ کو تبلیغ کا بھی بہت شوق تھا اور تبلیغ کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیتی تھیں۔ چندوں میں باقاعدہ اور دوسری مالی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتی تھیں۔ اپنا تمام زیور بھی مختلف چندوں میں پیش کرنے کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور محترم مولانا مسعود احمد صاحب جہلمی (مرحوم) کی چھوٹی بہن تھیں۔

(5) مکرم ماسٹر محمد ابراہیم بھٹی صاحب (آف بشیر آباد۔ سندھ)

11/اکتوبر 2016ء کو 69 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول بشیر آباد (سندھ) سے بطور سائنس ٹیچر سروس کا آغاز کیا اور ریٹائرمنٹ بھی اسی سکول سے ہوئی۔ آپ نے مقامی سطح پر قائد خدام الاحمدیہ، زعیم انصار اللہ، صدر جماعت اور سیکرٹری مال کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی اور جماعتی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، منکسر المزاج، مہمان نواز اور مستحقین کی مدد کرنے والے نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت اور جماعتی لٹریچر کا مطالعہ بڑی باقاعدگی سے کرتے تھے۔ خلافت سے عقیدت کا تعلق تھا۔ مربیان اور جماعتی نمائندگان کی عزت وتکریم کرتے اور بچوں کو بھی اس کی تحریک کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد داؤد بھٹی صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آجکل یوگنڈا میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(6) مکرم چوہدری محمد رشید صاحب (ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر۔ دارالصدر شمالی ربوہ)

18 ستمبر 2016ء کو 98 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم چوہدری عطاء محمد صاحب تحصیلدار سابق سیکرٹری کمیٹی آبادی ربوہ کے بیٹے، مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب سابق مبلغ جرمنی کے چھوٹے بھائی اور مکرم چوہدری احمد جان صاحب سابق امیر ضلع راولپنڈی کے داماد تھے۔ آپ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ ہر ایک سے صلہ رحمی کرنے والے، چندوں میں باقاعدہ، خلافت کی ہر تحریک پر بڑھ چڑھ کر لبیک کہنے والے، بہت سادہ مزاج مخلص انسان تھے۔ خلافت سے انتہائی عشق اور وفا کا تعلق تھا۔ نماز باجماعت اور جمعہ کی ادائیگی کا خاص اہتمام کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹیوں اور ایک بیٹے کے علاوہ متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب (نائب ناظر دیوان ربوہ) کے سسر تھے۔

(7) مکرمہ مقصودہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم غلام نبی مغل صاحب۔ دارالیمن غربی ربوہ)

2/اگست 2016ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد مکرم مستری فضل الٰہی صاحب ربوہ کے اوّلین آبادکاروں میں سے ہیں۔ آبادکاری کا وہ مشکل زمانہ بڑی بردباری اور حوصلہ سے گزارا۔ آپ ایک نیک مخلص خاتون تھیں اور چندہ جات اور صدقات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھیں۔

(8) مکرمہ غلام کبریٰ صاحبہ (اہلیہ مکرم رانا شبیر احمد صاحب۔ یوکے۔ حال پاکستان)

20 جون 2016ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، صدقہ وخیرات کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم رانا وسیم احمد صاحب صاحب آجکل بُک شاپ (مسجد فضل لندن) میں رضاکارانہ خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(9) مکرم ملک الطاف حسین وینس صاحب (کبیر والا ضلع خانیوال)

28 مارچ 2016ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1959ء میں بیعت کرکے جماعت میں داخل ہوئے۔ جماعت پیراں غائب ملتان میں بطور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق پائی۔ 1977ء میں قطر چلے گئے جہاں احمدیت کی بناء پر آپ کو گرفتار کیا گیا اور دو ماہ اسیر رہنے کے بعد وہاں سے Deport کردیئے گئے۔ کبیر والا میں توہین قرآن کے جھوٹے مقدمہ میں بھی آپ کو پانچ ماہ اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت ملی۔ مرحوم موصی تھے۔

(10) مکرم مرزا محمد یٰسین صاحب (ابن مکرم مرزا فضل دین صاحب۔ دارالبرکات ربوہ)

6 مئی 2016ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو آغاز ربوہ کے دوران اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر تعمیر ربوہ میں بھرپور کردار ادا کرنے کا موقعہ ملا۔ بالخصوص ہائی سکول اور جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن کی تعمیر میں کام کرنے کا موقعہ ملا۔ بہت حلیم اور دھیمے مزاج کے مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پرجوش داعی الی اللہ بھی تھے۔ جلسہ سالانہ کے دنوں میں مہمانوں کو اپنے گھر میں بخوشی ٹھہراتے اور ان کا ہر طرح سے خیال رکھتے تھے۔

(11) مکرم محمد ضیاء اللہ قریشی صاحب (ابن مکرم محمد شجاع اللہ قریشی صاحب۔ ناصر آباد شرقی ربوہ)

6 نومبر 2016ء کو 77 سال کی عمر میں ایک حادثے میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، سادہ مزاج، نفیس طبع، ملنسار، ہمدرد، منکسر المزاج، مالی قربانی کرنے والے، تبلیغ کے شوقین، نہایت بہادر اور نڈر انسان تھے۔ آپ کراچی اور لاہور میں انجینئرنگ مینوفیکچرنگ آٹوموبائل سپیئر پارٹس کے بزنس سے منسلک رہے۔ گزشتہ تین سال سے اس نیک جذبہ کے ساتھ ربوہ میں رہائش اختیار کی تاکہ اپنی زندگی کے آخری سال مرکز سلسلہ کی برکات سے مستفیض ہوسکیں۔ خلافت کے ساتھ نہایت محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر لطیف قریشی صاحب کے چچازاد بھائی تھے۔

(12) مکرم ناصر الدین رسول صاحب (ابن مکرم عبدالستار رسول صاحب۔ آف ماریشس)

12 نومبر 2016ء کو ایک کار کے حادثے میں 34 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ جماعت کا درد رکھنے والے بہت مخلص اور فدائی نوجوان تھے۔ مبلغین کا بہت احترام کرتے اور ان سے بڑی محبت سے پیش آیا کرتے تھے۔ بہت ہنس مکھ، بااخلاق اور محبت کرنے والے نوجوان تھے۔ خلافت کے ساتھ بہت محبت کا تعلق تھا۔ آپ نے 16 سال کی عمر میں کیمرہ استعمال کرنا سیکھا اور بہت جلد ماریشس کی اچھی کمپنیوں کے ساتھ کام کرکے بہت نام کمایا۔ آپ کی یہ خوبی تھی کہ پورے ماریشس میں جہاں بھی آپ کی ضرورت پڑتی رابطہ کرنے پر وہاں پہنچ جاتے اور کبھی انکار نہیں کرتے تھے۔ آپ نے اپنے کام کے ساتھ ساتھ جماعت ماریشس کے ایم ٹی اے سٹوڈیو میں بہت عمدہ رنگ میں خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(13) مکرم سید حیدر علی صاحب (سابق صدر جماعت کٹاکشاپور ضلع ورنگل۔ انڈیا)

26 جولائی 2016ء کو مختصر علالت کے بعد 50 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 1982ء میں مکرم سیٹھ معین الدین صاحب مرحوم اور مکرم مولوی حمید الدین شمس صاحب مرحوم کے ذریعہ احمدیت قبول کی اور کچھ عرصہ بعد آپ کے خاندان کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ ایک مرتبہ اپنی تبلیغی کاوشوں پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو خط لکھا تو اس پر حضور رحمہ اللہ نے آپ کو ایک موٹر سائیکل بطور تحفہ عنایت فرمایا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(14) مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب وڑائچ۔ فلاڈیلفیا۔ امریکہ)

14 اگست 2016ء کو 92 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ اسلامی شعار کی پابند، احمدیت کی تعلیمات پر خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی کاربند رکھنے والی مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ خلافت سے غیر معمولی وابستگی اور عقیدت کا تعلق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبات بڑی باقاعدگی سے سنا کرتی تھیں۔ اپنی تمام زندگی بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ ناظرہ کے ساتھ باترجمہ قرآن بھی پڑھایا کرتی تھیں۔ بڑھاپے میں شوہر اور تین بچوں کی وفات کا صدمہ نہایت صبر سے برداشت کیا۔ پسماندگان میں تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے دو بیٹے امریکہ میں اپنی جماعتوں میں بطور صدر اور ایک بیٹے مکرم ڈاکٹر صفی اللہ چوہدری صاحب صدر اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن تعلیم الاسلام کالج امریکہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(15) عزیزہ ھادیہ صادق (بنت مکرم صادق احمد لطیف صاحب۔ مبلغ آئیوری کوسٹ)

16 اکتوبر 2016ء کو تقریباً 5 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئی۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ عزیزہ تحریک وقف نو میں شامل تھیں اور بہت پیاری اور ذہین بچی تھی۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 429

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس (ایدہ اللہ) کا حالیہ دورۂ کینیڈا اور وہاں کے عرب احباب (3)

گزشتہ دو اقساط میں ہم نے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حالیہ دورۂ کینیڈا کے دوران وہاں سیریا سے پہنچنے والے عرب احباب کی خلیفۂ وقت کی پہلی زیارت، ان کی جلسہ میں شرکت اور خلیفۂ وقت سے پہلی ملاقات کا کچھ احوال نقل کیا تھا۔اس قسط میں بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

ہجر محوِ وصال سا کچھ ہے

عابدین فیملی کا تعلق سیریا کے شہر حلب سے ہے۔اس فیملی میں بشیر عابدین صاحب نے سب سے پہلے بیعت کی جس کے بعدان کے اہل خانہ، ان کے والدین اور بہن بھائی ساری فیملی احمدیت کی آغوش میں آ گئی اور جلد ہی اخلاص ووفا کی حسین تصویر بن گئی۔

جب حلب شہر میں متشدد تنظیموں نے قوت پکڑی تو اس فیملی کو قبول احمدیت کی بناء پر دھمکیاں ملنے لگیں اور بالآخر ایک روز مذہب کے نام پر خون کی ہوس میں گرفتار ایک تنظیم نے مکرم بشیر عابدین صاحب، ان کی اہلیہ اور ان کے ایک جواں سال بیٹے کو اغوا کر لیا۔ پھر اس کے بعد نہ جانے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا، نہ جانے وہ اب تک زندہ بھی ہیں یا ان کو موت کی آغوش میں سلا دیا گیا ہے، اس بارہ میں ان کی فیملی کے افراد دعا گو ہیں کہ شاید کوئی معجزہ ہو جائے اور ان کے زندہ ہونے کی کہیں سے کوئی خبر مل جائے۔

بشیر عابدین صاحب نہایت مخلص احمدی تھے۔ خلافت سے تو انہیں عشق تھا۔علمی ذوق وشوق بھی تھا اور بہت اچھے شاعر تھے۔اپنے اغوا سے کچھ عرصہ پہلے ہی انہوں نے ایک قصیدہ لکھا تھا جس میں کہا تھا کہ اے امیر المومنین! اے ہماری دنیا کے نور! ہمیں آپ سے بیحد محبت ہے۔آپ نے خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مشکوٰۃ سے علم اور نور اخذ کیا ہے۔آپ ہر روز اپنی قوت قدسیہ سے بے شمار نفوس کا تزکیہ فرما رہے ہیں اور اندھی قوم کی آنکھوں سے جہالت وضلالت کے پردے ہٹا رہے ہیں۔

جنہیں آپ کی مجالس میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا ہے ان میں سے بعض نے آ کر ہمیں ان مجالس کی باتیں سنائی ہیں اور سب سننے والے عشاق کو خوب رلایا ہے۔

کاش کہ میری زندگی میں بھی وہ دن آئے جب مجھ جیسے ہجر وفراق کے مارے کو بھی حضور انور کے روئے روشن کا دیدار کرنے اور آپ کے دست مبارک کو بوسہ دینے کی سعادت نصیب ہو جائے۔

جلسہ سالانہ کینیڈا کے آخر پر پڑھی جانے والی نظموں میں عرب احباب نے یہی قصیدہ پڑھا تھا۔

بشیر عابدین صاحب اور ان کی اہلیہ و بیٹے کے اغوا کے بعد یہ خاندان شریروں کے شر سے بچنے کے لئے شہر چھوڑ کر دیہاتی علاقے میں چلا گیا۔ پھر جب وہاں بھی حالات خراب ہونے لگے تو ترکی کی جانب ہجرت کا پروگرام بنایا۔ اس کے لئے واپس حلب جانا ضروری تھا لیکن شہر کا باغیوں کی طرف سے محاصرہ ہو چکا تھا اور حکومتی طیارے اس شہر میں باغیوں کے ٹھکانوں پر بمباری کر رہے تھے۔ یہی نہیں بلکہ امن وامان کی مخدوش صورتحال میں قتل وغارت اور لوٹ کھسوٹ بھی اس قدر عروج پر پہنچ چکی تھی کہ کسی کا ان حالات میں باہر نکلنا اور صحیح سلامت منزل مقصود پر پہنچ جانا کسی معجزہ سے کم نہ تھا۔ ان حالات میں اس خاندان کے کئی افراد نے حضور انور کی خدمت میں دعا کا خط لکھا اور پھر اس خاندان کے 22 افراد ایسی ویگن میں سوار ہو کر شہر کی جانب عازم سفر ہوئے جس کی چھت بھی نہ تھی۔ مردوں کے ہاتھوں میں لکڑیاں تھیں تا ان کے ذریعہ سامنے سے ناگہاں طور پر آنے والی گولیوں سے بچا جا سکے۔ ایسے میں گھر کے سربراہ ابو بشیر عابدین کو عجیب خیال آیا، انہوں نے اپنی چھوٹی نواسی اور چھوٹی پوتی کو سب سے آگے بٹھاتے ہوئے بآواز بلند یہ کہا کہ اے خدا! میرے خاندان میں دو ہی وقف نَو بچیاں ہیں، یہ تیری راہ میں وقف ہیں، ان واقفین نو کی صحت وسلامتی اور حفاظت کے لئے خلیفہ وقت خاص دعائیں کرتے ہیں اس لئے مجھے قوی امید ہے کہ تو کبھی انہیں اس طرح ضائع نہیں ہونے دے گا۔ پھر انہوں نے باقی خاندان کو کہا کہ اللہ تعالیٰ ان واقفین بچوں کی وجہ سے ہماری حفاظت فرمائے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا اور کئی گولے ان کے ارد گرد گرتے رہے لیکن یہ بحفاظت منزل مقصود پر پہنچ گئے۔

ان میں سے ایک بچی کا نام حنین عابدین ہے۔ یہ اس قدر ذہین ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے لمبے لمبے اور مشکل قصائد بھی اسے زبانی یاد ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اردو نظمیں بھی یاد ہیں اور دوران ملاقات اس نے حضور انور کو ایک اردو ترانہ بھی سنایا اور پیارے آقا سے شفقتیں حاصل کیں۔

بشیر عابدین صاحب کی خلیفۂ وقت سے ملنے کی خواہش تو پوری نہ ہو سکی تاہم ان کے دو بیٹے حسن عابدین اور حسین عابدین اور بیٹی غفران حلب سے ترکی جانے اور پھر وہاں سے کینیڈا پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

جلسہ سالانہ کینیڈا کے بعد ان تینوں کی حضور انور سے ملاقات تھی۔ ملاقات میں پیارے آقا کی شفقتوں اور الطاف کو دیکھ کر اغوا ہونے والے والدین کی خلافت سے محبت اور خلیفۂ وقت سے ملاقات کی شدید خواہش کا یاد آ جانا ایک طبعی امر تھا۔ شاید اس وقت ان تینوں کے ذہن میں اپنے والد بشیر عابدین صاحب کے قصیدہ کے الفاظ اور ان میں پروئے ہوئے جذبات بھی آ رہے تھے۔ اسی لئے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں اور الفاظ حلق میں اٹکے جاتے تھے۔ انہوں نے اپنے والدین اور بھائی کے اغوا کا ذکر کر کے دعا کی درخواست عرض کی۔ یہ لمحات عجیب تھے۔ ایک طرف حضور انور کی زبان مبارک پر ان کی تسلی کے الفاظ تھے، دعائیں تھیں اور دوسری طرف پیارے آقا کی نظریں دعا بن کر انہیں محبتوں سے نوازتی جا رہی تھیں۔ پیارے آقا نے انہیں تسلی دلائی، شفقت فرمائی اور حسن عابدین صاحب کے چھوٹے بھائی اور بہن کو فرمایا کہ تم دونوں نے خوب محنت سے پڑھنا ہے اور ہر ماہ مجھے خط لکھنا ہے۔

وہ اس اعزاز پر جذباتی ہو کر زار وقطار روئے جا رہے تھے کہ خلیفۂ وقت نے خود انہیں ہر ماہ خط لکھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔

یوں ملاقات کے لئے جانے سے قبل جو آلام و احزان سے بوجھل تھے وہ ملاقات کے بعد شفقتوں، عنایتوں اور الطاف سے مالا مال ہو کر لوٹ رہے تھے۔

گال پہ آنسو۔ ہونٹ پہ مسکان

پیارے آقا کی بچوں کو نصیحت اور دعا کا مضمون چلا ہے تو اسی ضمن میں عرض ہے کہ ایک عرب دوست نے اپنی پہلی فیملی ملاقات میں خاکسار سے کہا کہ میرا بیٹا بہت شرارتی ہے اور اس کی ایک بری عادت یہ ہے کہ کبھی کبھی غلط بیانی کر جاتا ہے۔ ملاقات میں آپ اردو میں حضور انور سے اس کے لئے خاص دعا کی درخواست کر دیں۔ جب حضور انور کی خدمت میں یہ درخواست کی گئی تو حضور انور نے بچے کے والد سے پوچھا کہ کیا تم بچے کو مارتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ جی حضور کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ آج کے بعد بچے کو مارنا نہیں۔ پھر بچے کو اپنے پاس بلا کر پیار کیا اور دعا دی اور ایک چاکلیٹ اور ایک قلم عطا فرمایا۔

اس بچے پر حضور انور کے پیار اور دعا کا اس قدر اثر ہوا کہ ملاقات ختم ہونے کے بعد یہ اپنی بہن کے ساتھ روتے ہوئے محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ملاقات میں ہم حضور انور کو قرآن سنانا چاہتے تھے لیکن موقع نہ ملا۔ اب ہم قرآن سنائے بغیر نہیں جائیں گے۔ اس وقت کسی اور کی ملاقات جاری تھی۔ جب وہ ختم ہوئی تو محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب ان کو حضور انور کے پاس لے گئے اور ان کی خواہش کے بارہ میں بتایا۔ یہ دونوں بہن بھائی رو رہے تھے۔ حضور انور نے نہایت مشفقانہ انداز میں فرمایا کہ آپ قرآن پڑھیں مَیں سنتا ہوں۔ پھر ان میں سے ایک نے سورہ کہف کی ابتدائی آیات کی اور دوسرے نے اسی سورہ کی آخری آیات کی تلاوت کی۔ اس دوران حضور انور مشفقانہ نظروں اور مبتسم چہرہ کے ساتھ ان کی طرف دیکھتے رہے اور پھر دوبارہ انہیں پیار دے کر رخصت کیا۔ ان کے گالوں پر آنسو تھے اور ہونٹوں پر مسکان پھیل رہی تھی۔

بعد ازاں خاکسار کو ان کے گھر جانے کا بھی اتفاق ہوا۔ ان کا یہ بیٹا ملنے کے بعد صوفہ پر خاموشی سے بیٹھ گیا۔ بچے کے والد نے کہا کہ جب سے ملاقات کر کے آئے ہیں ہم نے اپنے اس بیٹے میں عجیب تبدیلی دیکھی ہے۔ یہ تو بہت شرارتی تھا اور اپنی بہن کو ہر وقت تنگ کرتا رہتا تھا لیکن ملاقات کے بعد سے ایسا خاموش اور پُرسکون ہے کہ شروع شروع میں تو میں نے کہا کہ شاید یہ بیمار ہے کیونکہ میں نے اسے اس قدر خاموش اور پرسکون پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔

پھر اس بچے نے خود ہی حضور انور کی خدمت میں لکھا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے حضور انور سے ملنے کا موقع عطا فرمایا اور اپنے مقرب شخص کی قربت میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں جلدی سے بڑا ہو جاؤں اور جامعہ میں داخل ہو کر تعلیم حاصل کر کے مربی بنوں۔ پھر میں حضور انور کے عملہ حفاظت میں خدمت کا موقع پاؤں۔ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری یہ خواہش پوری فرمائے۔ مجھے آپ سے بہت محبت ہے۔ میں حضور انور کا عطا کردہ پین سنبھال کر رکھوں گا۔

خاکسار نے ان کے گھر میں ان دونوں بہن بھائی سے پوچھا کہ آپ سیریا میں پیدا ہوئے، پھر وہاں زندگی کے کچھ سال گزارے، پھر آپ ترکی آ گئے اور کچھ عرصہ وہاں بھی رہے، پھر اب آپ یہاں آ گئے ہیں، آپ کو ان تین ملکوں میں سے سب سے زیادہ اچھا کون سا ملک لگتا ہے؟ اس بچے کی بہن نے بلا توقف کہا کہ کینیڈا سب سے اچھا ہے کیونکہ اس میں حضور انور تشریف لائے ہیں۔

نیکی سے شریروں کے شر کا خاتمہ کرو!

حضور انور کی دعاؤں اور نصائح کی تاثیر کے حوالہ سے ایک اور بچی کا ذکر بھی ضروری ہے۔ یہ بچی ہمارے بہت ہی پیارے بھائی مکرم خالد البراقی صاحب کی بیٹی ہے جنہیں نوجوانی میں ہی سیریا میں شہید کر دیا گیا تھا۔ ان کی شہادت کے بعد ان کی فیملی بھی ترکی آ گئی اور پھر وہاں سے خلیفۂ وقت کی خاص شفقت سے کینیڈا پہنچ گئی۔ یہاں پہنچنے کے تھوڑا عرصہ بعد ہی شہید کی بیوہ مکرمہ ربیٰ الزاید صاحبہ کی ایک مخلص احمدی کے ساتھ شادی ہو گئی اور اب یہ فیملی آٹوا میں بفضلہ تعالیٰ بہت اچھی زندگی گزار رہی ہے۔

مکرمہ ربی الزاید صاحبہ نے اپنی فیملی کے ساتھ آٹوا میں ملاقات کی اور حضور انور کی خدمت میں مکرم خالد البراقی صاحب کے لئے درخواست دعا کی تو ساتھ ہی ان کی بیٹی نے اپنے والد کی تصویر نکال کر حضور انور کی خدمت میں پیش کر دی۔ حضور انور نے مشفقانہ دعاؤں بھری نظروں سے اس شہید کی تصویر کی طرف دیکھا اور پھر کمال محبت سے اس پر دستخط فرما کر تصویر بچی کو واپس کر دی۔

یہ بچی شہید مرحوم کے تین بچوں میں سب سے بڑی ہے اور اپنے والد کے ساتھ بہت زیادہ attach تھی۔ ابھی بھی وہ اپنے والد کی یادوں کے حصار سے نکل نہیں پائی۔ اکثر کہتی ہے کہ میرے والد تو نیک انسان تھے پھر انہیں لوگوں نے کیوں مار ڈالا؟

یہ سوچ اس کی نفسیاتی بیماری میں تبدیلی ہوتی جا رہی تھی۔ اکتوبر کے آخر پر ٹورانٹو میں عرب احمدیوں کا اجتماع ہوا تو یہ فیملی بھی آٹوا سے اس اجتماع میں شمولیت کے لئے ٹورانٹو آ گئی۔ انہی ایام میں مکرمہ ربیٰ الزاید صاحبہ کے والد مکرم مامون الزاید کی فیملی ملاقات تھی۔ مکرمہ ربیٰ الزاید صاحبہ نے درخواست کر کے ملاقات میں ان کے ساتھ جانے کی اجازت حاصل کر لی اور بتایا کہ اصل مقصد بیٹی کے لئے دعا کی درخواست کرنا ہے کیونکہ وہ ہر روز شام کو روتی ہے اور بہت شور کرتی ہے۔ ہر روز رات کو وہ اپنے والد کو خواب میں دیکھتی ہے اور پھر سارا دن ڈسٹرب رہتی ہے۔

ملاقات میں جب حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ بچی اکثر کہتی ہے کہ میرے والد تو نیک انسان تھے پھر انہیں لوگوں نے کیوں مار ڈالا؟ تو حضور انور نے اسے مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہارے والد صاحب واقعی نیک انسان تھے اور شریر لوگ انہیں تکلیفیں دیتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں تکلیفوں سے بچانے کے لئے اپنے پاس بلا لیا ہے۔ نیز فرمایا کہ اب تمہاری یہ ڈیوٹی ہے کہ تم اپنے والد صاحب کی طرح نیک بنو اور اپنی نیکی سے ان شریروں کے شر کا خاتمہ کرو۔ نیز حضور انور نے اسے چاکلیٹ عطا فرمایا اور بہت پیار کرتے ہوئے دعا بھی دی۔

اگلے دن مکرمہ ربی الزاید صاحبہ نے بتایا کہ ان کی بیٹی اس رات بہت آرام سے سوئی ہے۔ پھر دو ہفتوں کے بعد بتایا کہ بیٹی کی صحت دن بدن بہتری کی طرف مائل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کامل صحت وعافیت والی فعّال زندگی عطا فرمائے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق عورتوں اور مردوں کی پیدائش کا مقصد ایک ہی ہے اور وہ ہے خدا تعالیٰ کے قرب کا حصول۔

وہ کام جو اجر عظیم کا مورد بناتے ہیں قطع نظر اس کے کہ یہ مرد کر رہے ہیں یا عورتیں ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ان کو اس کا انعام ملے گا اگر تم یہ نیکیاں انجام دو گے۔

یہ قرآن کریم کی خوبی ہے کہ جہاں عمومی طور پر مومنین کو مخاطب کرنے سے مرد اور عورت دونوں کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی جاسکتی ہے وہاں صرف مومنین کا لفظ استعمال کیا۔ جہاں خاص طور پر دونوں کے حقوق کو قائم کرنا ہے، اجر دینا ہے، جنت کی بشارتیں دینی ہیں، ان کی ذمہ داریوں کے ذکر کی ضرورت تھی، خاص تحریک کر کے انعامات کا ذکر کرنے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کو اجاگر کرنے کی ضرورت تھی وہاں مومنین اور مومنات کا، مرد اور عورت کا علیحدہ علیحدہ بھی ذکر کر دیا۔

اسلام سے پہلے کسی مذہبی کتاب نے عورتوں کے تمام حقوق اور باتوں کا ذکر نہیں کیا جس طرح اسلام نے کیا ہے۔

قرآن کریم ہی ہے جس نے واضح کیا کہ عورت کے بھی ویسے ہی جذبات ہیں جیسے مرد کے۔ اور عورت کی بھی خواہشات ہیں جس طرح مرد کی۔

مذہب ہمیں اپنے پیچھے چلانے آتا ہے۔ مذہب ہمیں اپنے پیچھے چلا کر ہمیں ہمارے پیدا کرنے والے خدا سے ملانے کے لئے آتا ہے۔

مذہب بندوں کے پیچھے چلنے کے لئے نہیں آتا۔ مذہب اس لئے نہیں آتا کہ ہم لوگوں کو خوش کریں۔

یورپ کی عورت کو اس بات کا تجربہ نہیں کہ عورت کی اپنی شناخت اس وقت زیادہ ابھرتی ہے اور اس کو اپنے تحفظ کا احساس اس وقت زیادہ ہوتا ہے جب وہ عورتوں میں ہو اور عورتوں کی تنظیم کے ساتھ کام کر رہی ہو اور آزادی سے اس کی ہر حرکت ہو۔

جب عورت کو اس کا تقدس قائم رکھتے ہوئے اس کے حقوق کا بتایا جائے تو چاہے مغرب میں پلی بڑھی غیر مسلم عورت ہو وہ اس بات کا اظہار کرے گی کہ اسلام عورت کے حقوق قائم کرتا ہے اور عورت کا علیحدہ بیٹھنا کوئی اس کی آزادی کو ختم نہیں کرتا۔

ہم احمدی اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآنی تعلیم کے مطابق مردوں، عورتوں اور ہر ایک کے حقوق روشن کر کے، کھول کر بیان کر دیئے ہیں۔ پس اگر ہماری عورتیں کسی قسم کے احساس کمتری میں، کسی قسم کے کمپلیکس میں مبتلا ہیں تو ان کو اس سے نکل جانا چاہئے۔

اس کے بجائے اب جبکہ میڈیا اسلام کے خلاف باتیں کرنے کے بہانے تلاش کرتا ہے انہیں اسلام کی خوبصورت تعلیم بتائیں کہ تم اسلام پر اعتراض کرتے ہو۔ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ حقوق کے لحاظ سے مرد اور عورت کے حقوق برابر ہیں جبکہ تمہارے مذہب یا کسی بھی مذہب نے یہ حقوق نہیں دیئے۔

اسلامی تعلیمات میں عورتوں کے مختلف حقوق کا تذکرہ

آج مذہب کے خلاف قوتیں انسانی حقوق کے نام پر دنیا کو مذہب سے دور لے جارہی ہیں اور یہ ہمارے لئے بہت بڑا چیلنج ہے۔ ہم نے حقوق کے قیام کے نام پر ہی دنیا کو مذہب کے قریب لانا ہے۔ دنیا یہ کہتی ہے کہ مذہب حق نہیں دیتا۔ ہم نے بتانا ہے کہ مذہب حق دیتا ہے اور انہی حقوق کی وجہ سے ہم تمہیں مذہب کے قریب لاتے ہیں اور ہم نے لانا ہے جس کے لئے ہماری عورتوں کو بڑا کردار ادا کرنا ہوگا اور ہمیں ان کے مددگار بننا ہوگا۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 13 اگست 2016ء بروز ہفتہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی، (آلٹن) میں مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق عورتوں اور مردوں کی پیدائش کا مقصد ایک ہی ہے اور وہ ہے خدا تعالیٰ کے قرب کا حصول۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مومن مرد اور مومن عورتیں چاہے وہ امراء کے طبقہ میں سے ہیں یا عوام الناس میں سے ہیں، امیر ہیں یا غریب ہیں، سب اپنے مقصد پیدائش کو پہچانیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 57) اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور اس میں مرد اور عورتیں سب شامل ہیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتے ہیں، اس کا حق ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر چلنے والے ہیں، چاہے مرد ہوں یا عورتیں اللہ تعالیٰ نے انہیں بشارتیں بھی دی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جب جنت کی بشارت دی تو عورتوں اور مردوں کو علیحدہ علیحدہ بھی مخاطب فرمایا۔ بعض جگہ صرف انسانوں کا لفظ استعمال کیا، مومن کا لفظ استعمال کیا لیکن یہاں جنت کی بشارت دیتے ہوئے مرد اور عورت دونوں کے نام لئے۔ چنانچہ نے اللہ تعالیٰ سورۃ توبہ میں فرماتا ہے کہ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (التوبۃ: 71) کہ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی ہیں جن پر اللہ ضرور رحم کرے گا۔ یقیناً اللہ کامل غلبہ والا اور بہت حکمت والا ہے۔

پھر آگے فرمایا وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ۔ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (التوبۃ: 72) اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اسی طرح بہت پاکیزہ گھروں کا بھی جو دائمی جنتوں میں ہوں گے۔ تاہم اللہ کی رضا سب سے بڑھ کر ہے۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

پس بڑا واضح ہے کہ جو انعام مردوں کو مل رہا ہے، جو مومنوں کو مل رہا ہے، وہی انعام عورتوں کو بھی مل رہا ہے۔ کہیں نہیں لکھا کہ عورتوں کو ایک درجہ یا کچھ حصہ کم ملے گا یا انعام میں کوئی تھوڑی بہت کمی بیشی ہوگی یا جنت کے جس مقام پر مرد ہوں گے وہاں عورتیں نہیں ہوں گی۔ فرمایا نیکی کرو۔ نیکی کرنا اور اللہ تعالیٰ کو مقدم سمجھنا ضروری ہے۔ پھر انعام عورتوں کو بھی ویسا ہی ملے گا جیسا مَردوں کو ملتا ہے۔ کوئی مَردوں کی تخصیص نہیں بلکہ دوسری جگہ فرمایا کہ مَردوں اور عورتوں دونوں کو اجر عظیم ملے گا بشرطیکہ وہ نیک کام سرانجام دیں۔ اور نیک کاموں کی تفصیل بھی بیان فرما دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۔ (الاحزاب: 36) یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ کرنے والے مرد اور صدقہ کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہمارا کام صرف علمی طور پر دوسروں کو متاثر کرنا نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے ہمیں قرآنی احکامات کی عملی مثالیں اپنے عمل سے دکھانے کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس کوئی حکومت نہیں ہے جہاں ہم حکومتی سطح پر ان احکامات کے نمونے قائم کر کے دکھا سکیں۔ جب وہ وقت انشاء اللہ آئے گا تو اعلیٰ سطح پر بھی یہ نمونے ہمیں دکھانے ہوں گے لیکن اس وقت جماعتی اور معاشرتی سطح پر یہ نمونے ہمیں قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

ہر احمدی کو اور خاص طور پر یہاں مَیں کہوں گا عہدیداروں کو یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ کس حد تک اپنی امانتوں کے حق ادا کرتے ہوئے انصاف اور عدل کے اس معیار پر قائم ہیں کہ ان کا ہر فیصلہ جو ہے وہ انصاف کے اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے والا ہو۔ بعض عہدیداروں یا ان لوگوں کے بارے میں جن کے پاس باقاعدہ عہدہ تو نہیں لیکن بعض خدمات سپرد کی گئی ہیں لوگوں کو شکایت ہے کہ وہ انصاف سے کام نہیں لیتے۔

جنرل سیکرٹری اور اس کے دفتر میں کام کرنے والے ہر کارکن کا کام ہے کہ ہر آنے والے کے ساتھ عزت اور احترام سے پیش آئے۔ یہ نہیں کہ جو پسندیدہ لوگ ہیں اور دوست ہیں ان کے لئے اور رویّے ہوں اور جو ناواقف ہیں یا جن کے ساتھ تعلقات اچھے نہیں ہیں ان کے ساتھ منفی رویّے ہوں۔ اور باقی شعبوں کے افسران کو جن جن کی بھی پبلک ڈیلنگ (Public Dealing) ہے اس بات کی نگرانی کرنی چاہئے کہ ان کے ساتھ کام کرنے والا ہر کارکن اور مددگار انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنا کام کر رہا ہے یا نہیں۔

صرف یہ نہ سمجھیں کہ مرکزی عہدیدار ہی مخاطب ہیں بلکہ صدران اور ان کی عاملہ کے ممبران بھی شامل ہیں جن کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا وہ انصاف کے تمام تقاضے پورے کر رہے ہیں۔ جہاں غلطیاں ہوتی ہیں وہاں غلطیوں کو چھپانے کے لئے عذرلنگ تلاش کرنے کی بجائے، غلط قسم کے عذر تلاش کرنے کی بجائے استغفار کرتے ہوئے اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔

> ہمارا ہر عہدیدار خاص طور پر اور ہر احمدی عموماً دنیا کے سامنے ایک رول ماڈل ہونا چاہئے۔ جہاں دنیا میں فتنے فساد اور افراتفری اور حقوق غصب کرنے کے نمونے نظر آتے ہیں وہاں جماعت میں انصاف اور حقوق کی ادائیگی کے نمونے نظر آنے چاہئیں۔

ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے اپنے عہد بیعت میں تمام قسم کی برائیوں سے بچنے کا عہد کیا ہے اور عہد پر توجہ نہ دینا اور جان بوجھ کر اس پر عمل نہ کرنا خیانت ہے۔

اس وقت دنیا میں صرف اور صرف ایک جماعت ہے جو جماعت احمدیہ مسلمہ کہلاتی ہے اور یہی ایک جماعت ہے جو دنیا میں ایک نام سے پہچانی جاتی ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی بین الاقوامی جماعت نہیں جو تمام دنیا میں ایک نام سے جانی جاتی ہو۔ پس اس کے ساتھ جڑ کے رہنا اور نظام جماعت کا حصہ بننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حقیقی مسلمان بناتا ہے۔ اس خوش قسمتی پر ہر احمدی جتنا بھی شکر ادا کرے کم ہے اور حقیقی شکر گزاری یہی ہے کہ نظام جماعت کی مکمل اطاعت، خلافت کی اطاعت ہو۔

مکرم عدنان محمد کُرْدِیَّہ صاحب آف سیریا کی شہادت۔ مکرمہ بشیر بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری منظور احمد چیمہ صاحب درویش قادیان اور مکرم رانا مبارک احمد صاحب آف لاہور حال لندن کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 25 نومبر 2016ء بمطابق 25 نبوت 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ- اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ-

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ إِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ أَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰى أَنْ تَعْدِلُوْا وَإِنْ تَلْوٗٓا أَوْ تُعْرِضُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔ (النساء:136)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔ خواہ کوئی امیر ہو یا غریب دونوں کا اللہ ہی بہترین نگہبان ہے۔ پس اپنی خواہشات کی پیروی نہ

کرو مبادا عدل سے گریز کرو۔ اور اگر تم نے گول مول بات کی یا پہلوتہی کر گئے تو یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو اس سے بہت باخبر ہے۔

ہم دنیا کو کہتے ہیں کہ دنیا کے مسائل کا حل اسلامی تعلیم میں ہے اس کے لئے ہم قرآنی تعلیم پیش کرتے ہیں۔ میرے کینیڈا کے دورے کے دوران ایک جرنلسٹ نے سوال کیا کہ آجکل کے مسائل کا تم کیا حل پیش کرتے ہو؟ مَیں نے اسے کہا کہ تم دنیا والے اور دنیا کی بڑی طاقتیں اپنے زعم میں مسائل حل کرنے اور دنیا میں امن قائم کرنے اور شدت پسندی کو روکنے کے لئے اپنی تمام کوششیں کر بیٹھے ہو لیکن مسائل وہیں کے وہیں ہیں۔ ایک جگہ کچھ کمی ہوتی ہے تو دوسری جگہ شعلہ بھڑک اٹھتا ہے۔ وہاں سے قابو پانے کی کوشش کرتے ہو تو پہلی جگہ فساد برپا ہو جاتا ہے۔ تمام دنیاوی کوششیں تو ان فسادات کو ختم کرنے کے لئے بروئے کار لائی جا چکی ہیں، استعمال ہو چکی ہیں، صرف ایک کوشش ابھی نہیں ہوئی اور وہ اسلامی تعلیم کی روشنی میں اس کا حل ہے۔ اس پہ وہ خاموش تو ہو جاتے ہیں لیکن ہمیں یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ بدقسمتی سے مسلمان ممالک نے بھی اسلام کا نعرہ تو لگایا ہے لیکن جو خدا تعالیٰ نے تعلیم دی ہے اور جو اسلام چاہتا ہے اور جس کا اُسوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا اس پر عمل نہیں کیا، نہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں سب سے زیادہ اس وقت دنیا میں فساد کی لپیٹ میں مسلمان ممالک ہی ہیں۔ اس سے زیادہ بڑا المیہ اَور کیا ہو سکتا ہے۔

اس وقت تک تو کسی صحافی نے مجھے براہ راست یہ نہیں کہا کہ ان احکامات کی اگر کوئی عملی حقیقت ہے تو پہلے مسلمان ممالک اپنی اصلاح کریں۔ لیکن ان کے ذہنوں میں یہ سوال اٹھ سکتے ہیں اور اٹھتے ہوں گے اس لئے مَیں عموماً غیروں کے سامنے اپنی جو تقریریں ہوتی ہیں ان میں پہلے مسلمانوں کی حالت کا ذکر کے پھر ان طاقتوں کو ان کا اپنا چہرہ دکھاتا ہوں اور صحافیوں کے سامنے اور مختلف انٹرویوز میں یہ بتاتا ہوں کہ مسلمانوں کا اس پر عمل نہ کرنا بھی اسلام کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی دلیل ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرما دیا تھا کہ مسلمانوں کی یہ حالت ہو جائے گی کہ وہ اسلامی تعلیم کی حقیقت بھلا دیں گے اور اپنی نفسانی خواہشات اور اپنے ذاتی مفادات ان کی ترجیح بن جائیں گے۔

(ماخوذ از الجامع لشعب الایمان جلد 3 صفحہ 318-317 حدیث 1763 مطبوعہ مکتبۃ الرشد بیروت 2004ء)

جب ایسی صورت ہو گی تو اُس وقت آپ کے غلام صادق کا ظہور ہو گا جس کا ذکر قرآن میں بھی ہے اور جس کے ظہور کے زمانے کی نشانیاں قرآن کریم نے بھی بیان فرمائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑے واضح طور پر کھول کر بیان فرمائیں۔ اس لئے ایک احمدی مسلمان کے لئے ان حالات میں پریشان ہونے کی بجائے ایک لحاظ سے خوشی کا مقام ہے، یہ تسلی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی جو حالت بیان کی تھی اور خاص طور پر علماء کی حالت کی پیشگوئی فرمائی تھی وہ پوری ہوئی اور ہم اس کے گواہ بنے اور یہ بات تو اب غیر احمدی مسلمان بھی کہنے لگ گئے ہیں اور خاص طور پر اپنے علماء کے بارے میں بھی آوازیں اٹھانے لگ گئے ہیں گو دبی دبی زبان میں ہی یہ آوازیں اٹھ رہی ہوں۔ لیکن ہم احمدی مسلمان اس لحاظ سے بھی خوش ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے دوسرے حصہ کو بھی پورا کرنے والوں میں شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق مسیح موعود اور مہدی معہود کو ماننے والوں میں بھی شامل ہیں جس کے ذریعہ سے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا دور شروع ہوا ہے۔ لیکن کیا اتنی بات ہمیں ہمارا مقصد حاصل کرنے والا بنا دے گی؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس پر ہم میں سے ہر ایک کو غور کرنا چاہئے۔

یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے یہ آیت میں اپنی بہت سی تقریروں میں، خطابات میں بیان کر چکا ہوں جو غیروں کے سامنے کرتا ہوں اور انہیں بتاتا ہوں کہ اسلام جب انصاف اور عدل قائم کرنے کا کہتا ہے تو اس کے لئے جو معیار قائم کرتا ہے وہ اس آیت میں درج ہیں۔ اور اکثر لوگ اس سے بڑے متاثر ہوتے ہیں، اپنے تبصروں میں اس کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ لیکن ہمارا کام صرف علمی طور پر دوسروں کو متاثر کرنا نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے ہمیں قرآنی احکامات کی عملی مثالیں اپنے عمل سے دکھانے کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس کوئی حکومت نہیں ہے جہاں ہم حکومتی سطح پر ان احکامات کے نمونے قائم کر کے دکھا سکیں۔ جب وہ وقت انشاء اللہ آئے گا تو اعلیٰ سطح پر بھی یہ نمونے ہمیں دکھانے ہوں گے لیکن اس وقت جماعتی اور معاشرتی سطح پر یہ نمونے ہمیں قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

دنیا ہم سے پوچھ سکتی ہے کہ ٹھیک ہے تمہارے پاس حکومتی اختیارات تو نہیں ہیں لیکن تمہارا ایک جماعتی نظام ہے۔ تم ایک جماعت ہو۔ تم ایک ہاتھ پر اٹھنے اور بیٹھنے کا دعویٰ کرتے ہو۔ تمہارا ایک دوسرے سے معاشی اور معاشرتی معاملات میں واسطہ پڑتا ہے کیا تم انصاف اور ایمانداری کے اس معیار پر اپنے معاملات طے کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایک جگہ شروع میں ''قسط'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور دوسری جگہ ''عدل'' کا جس کے معنی ہیں برابری، مکمل انصاف اور اعلیٰ اخلاقی معیار، کسی بھی قسم کی طرفداری سے مکمل طور پر پاک ہونا اور بغیر کسی جھکاؤ اور اثر کے کام کرنا۔ اب ہم میں سے ہر ایک کو یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کیا ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اپنے معاملات طے کرتے ہیں؟ کیا ہم یہ معیار قائم کرنے کے لئے اپنے خلاف گواہی دینے کے لئے تیار ہیں؟ کیا ہم یہ معیار قائم کرنے کے لئے اپنے والدین کے خلاف گواہی دینے کے لئے تیار ہیں؟ کیا ہم یہ معیار قائم کرنے کے لئے اپنے قریبی رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینے کے لئے تیار ہیں؟ یہاں قریبی رشتہ داروں سے مراد سب سے پہلے تو بچے ہیں۔ کیا ہم یہ معیار قائم کرنے کے لئے اپنی خواہشات کو دبانے کا حوصلہ رکھتے ہیں اور عملاً ثابت کر کے اس کو دکھا بھی سکتے ہیں؟ یہ سب ایسی باتیں ہیں جو معمولی چیز نہیں۔ اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق نے یہ نمونے قائم کر کے ہمیں دکھائے۔ چنانچہ ایک واقعہ آتا ہے۔ آپ کے والد قادیان کے اس علاقے کے رئیس تھے۔ زمیندارہ تھا۔ ایک موقع پر جب وہاں مزارعوں کے ساتھ ایک خاندانی مقدمہ چل پڑا تو اس مقدمے میں مزارعوں کے حق میں سچائی بیان کر کے آپ نے اپنے خاندان کے مالی نقصان کی کوئی پرواہ نہیں کی بلکہ ان غریب مزارعوں نے باوجود یہ علم ہونے کے کہ آپ مالک ہیں، اس میں حصہ دار ہیں عدالت میں آپ کی گواہی پر فیصلہ کرنے کا کہا۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ آپ ہمیشہ حق اور انصاف پر قائم ہوتے ہوئے گواہی دیں گے۔ چنانچہ آپ نے ان کے حق میں گواہی دی۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 543-542)

پس آپ یہ معیار اپنے ماننے والوں میں بھی قائم فرمانا چاہتے ہیں اس لئے کہ آپ وہ جماعت بنانا چاہتے ہیں اور پیدا فرمانا چاہتے ہیں جو قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنے والی ہو، جس کے نیکیوں کے معیار بلند ہوں۔ اس لئے آپ نے عہد بیعت میں قرآن کریم کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرنے کا عہد ہم سے لیا ہے۔

قرآن کریم میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (المائدہ:9)۔ یعنی دشمن قوموں کی دشمنی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔ انصاف پر قائم رہو کہ تقویٰ اسی میں ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دشمن سے مدارات سے پیش آنا آسان ہے مگر دشمن کے حقوق کی حفاظت کرنا اور مقدمات میں عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا یہ بہت مشکل اور فقط جواں مردوں کا کام ہے۔''

فرماتے ہیں کہ ''اکثر لوگ اپنے شریک دشمنوں سے محبت تو کرتے ہیں اور میٹھی میٹھی باتوں سے پیش بھی آتے ہیں مگر ان کے حقوق دبا لیتے ہیں۔ ایک بھائی دوسرے بھائی سے محبت کرتا ہے اور محبت کے پردہ میں دھوکہ دے کر اس کے حقوق دبا لیتا ہے۔''

(نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 410-409)

آپ علیہ السلام اپنی جماعت کے افراد سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان کے معیار بہت بلند ہوں اور وہ عمل ہوں جو قرآنی تعلیم کے مطابق ہوں۔ حقوق غصب کرنے والوں اور ناانصافی کرنے والوں میں شامل نہ ہوں۔ اگر فیصلے کرنے کا اختیار ملے تو ہر رشتہ سے بالا ہو کر فیصلہ ہو، چاہے اس فیصلہ سے اپنے آپ کو نقصان پہنچ رہا ہو یا اپنے والدین کو نقصان پہنچ رہا ہو یا قریبی رشتہ داروں، اپنے بچوں کو نقصان پہنچ رہا ہو۔ لیکن انصاف کے اعلیٰ معیار بہرحال قائم ہونے چاہئیں۔ پس یہ نمونے جب ہم آپس میں قائم کریں گے تو دنیا کو بھی کہہ سکیں گے کہ آج ہم ہیں جو اپنے اندر یہ تبدیلی لا کر اور اسلام کی تعلیم پر عمل کر کے دشمن سے بھی انصاف کا حوصلہ رکھتے ہیں اور کرتے ہیں۔ سچی گواہی دیتے ہیں چاہے اپنے خلاف ہو۔ اپنے والدین کے خلاف ہو یا اپنے بچوں اور دوسرے قریبیوں کے خلاف دینی پڑے۔ یہ نمونے ہم اس لئے قائم کر رہے ہیں کہ آئندہ دنیا کی رہنمائی ہم نے کرنی ہے۔ اگر یہ نمونے نہیں تو ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں سے دور جا کر اپنے عہدوں سے خیانت کے مرتکب ہو رہے ہوں گے۔

پس ہر احمدی کو اور خاص طور پر یہاں مَیں کہوں گا عہدیداروں کو یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ کس حد تک اپنی امانتوں کے حق ادا کرتے ہوئے انصاف اور عدل کے اس معیار پر قائم ہیں کہ ان کا ہر فیصلہ جو ہے وہ انصاف کے اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے والا ہو۔

مَیں کینیڈا گیا ہوں تو وہاں بھی بعض عہدیداروں یا ان لوگوں کے بارے میں جن کے پاس باقاعدہ عہدہ تو نہیں لیکن بعض خدمات سپرد کی گئی ہیں لوگوں کو شکایت ہے کہ وہ انصاف سے کام نہیں لیتے۔ بعض اپنے قریبیوں کے حق میں فیصلہ کا رجحان رکھتے ہیں یا فیصلے کرتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ کسی نہ کسی کے حق میں فیصلہ ہونا ہوتا ہے اور دوسرے فریق کے خلاف فیصلہ ہونا ہے لیکن دونوں فریقین کو یہ تسلی ہونی چاہئے کہ ہماری بات سنی گئی ہے اور سننے کے بعد فیصلہ کرنے والے نے اپنی عقل کے مطابق نتیجہ اخذ کیا ہے۔ جن معاملات میں پبلک ڈیلنگ (Public Dealing) ہوتی ہے ان میں ایک تو قضاء کا شعبہ ہے جو لوگوں کے آپس کے اختلافات میں فیصلہ کرتا ہے۔ پھر امور عامہ کا شعبہ ہے اس کا بھی کچھ نہ کچھ تعلق ہے۔ پھر تربیت کا شعبہ ہے اور اصلاحی کمیٹی کا بھی کام ہے۔ پھر بعض معاملات میں تحقیق کے لئے کمیشن بنائے جاتے ہیں ان کا

بھی بعض دفعہ یہ کام ہو جاتا ہے اور کمیشن بھی فریقین کی باتیں سنتا ہے۔ پس ہر شعبہ کا کام ہے کہ فیصلہ کرتے وقت اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ غور اور تدبر اور ہر چیز کی باریکی کو سامنے رکھتے ہوئے اور اس باریکی کو دیکھتے ہوئے فیصلہ کرے۔ دعا کریں، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں کہ صحیح فیصلہ کی توفیق دے۔ کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے دعا ضرور کرنی چاہئے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم فیصلہ کرنے سے پہلے جب تک کچھ نفل نہ پڑھ لیں فیصلہ نہیں کرتے۔ لیکن ایسے بھی ہیں جو بعض دفعہ لاپرواہی سے فیصلے کر جاتے ہیں یا کسی ذاتی رجحان کی وجہ سے فیصلے کر جاتے ہیں۔

اسی طرح لوگوں سے معاملات اور ڈیلنگ (Dealing) میں جنرل سیکرٹری کا شعبہ ہے۔ جنرل سیکرٹری اور اس کے دفتر میں کام کرنے والے ہر کارکن کا کام ہے کہ ہر آنے والے کے ساتھ عزت اور احترام سے پیش آئے۔ یہ نہیں کہ جو پسندیدہ لوگ ہیں اور دوست ہیں ان کے لئے اور رویّے ہوں اور جو ناواقف ہیں یا جن کے ساتھ تعلقات اچھے نہیں ہیں ان کے ساتھ منفی رویّے ہوں۔ اور باقی شعبوں کے افسران کو جن جن کی بھی پبلک ڈیلنگ (Public Dealing) ہے اس بات کی نگرانی کرنی چاہئے کہ ان کے ساتھ کام کرنے والا ہر کارکن اور مددگار انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اپنا کام کر رہا ہے یا نہیں۔ یہ امانتیں ہیں جو کام کرنے والوں کے سپرد کی گئی ہیں اور کوئی خدمت کسی کے بھی سپرد کرتے وقت اس سے چاہے یہ عہد لیا جائے یا نہ کہ مَیں اپنے کام اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے سرانجام دوں گا اس کا کسی بھی خدمت کو قبول کرنا ہی یہ عہد بن جاتا ہے کہ میں انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے کام کروں گا۔ (اور) یہ ایک ایسی امانت ہے جس کی ذمہ داری قبول کرنا خالصۃً اللہ تعالیٰ کی خاطر ہونا چاہئے۔ ویسے تو ہر مومن اس بات کا پابند ہے کہ وہ اپنی امانت اور عہد کی حفاظت کرے اور اس کا حق ادا کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بھی فرماتا ہے کہ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ (المومنون:9)۔ کہ مومن وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور عہدوں کا خیال رکھتے ہیں لیکن جو خالصۃً لِلّٰہ کام کرنے والے ہیں یا کرتے ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی خاطر یہ کام کر رہے ہیں۔ جن کے سپرد خاص طور پر ذمہ داریاں کی گئی ہیں انہیں ایک عام مومن سے بھی بڑھ کر کس قدر محتاط ہونا چاہئے۔

یہاں یہ بھی واضح کر دوں کہ صرف یہ نہ سمجھیں کہ مرکزی عہدیدار ہی مخاطب ہیں بلکہ صدران اور ان کی عاملہ کے ممبران بھی شامل ہیں جن کو اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کیا وہ انصاف کے تمام تقاضے پورے کر رہے ہیں؟ اور یہ صرف کینیڈا کی بات نہیں ہے، جرمنی سے بھی اور یہاں بھی اور دوسرے بعض ممالک میں بھی یہی شکایتیں ہیں۔ پس ہر جگہ اپنے رویّوں کو درست کرنے کی ضرورت ہے ورنہ انصاف کے تقاضے پورے نہ کر کے نہ صرف امانت اور عہدوں کا خیال نہیں رکھ رہے بلکہ خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ خدمت کر کے ثواب لینے کی بجائے ناانصافیاں کر کے یا متکبرانہ رویّے دکھا کر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لینے والے بن جاتے ہیں۔ پس جہاں غلطیاں ہوتی ہیں وہاں غلطیوں کو چھپانے کے لئے عذر لنگ تلاش کرنے کی بجائے، غلط قسم کے عذر تلاش کرنے کی بجائے استغفار کرتے ہوئے اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے۔ پس ہمارے عہدیداروں کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق انصاف کے تمام تقاضے پورے کر رہے ہیں؟ اپنے کام سے بھی انصاف کر رہے ہیں اور جن سے واسطہ پڑ رہا ہے ان سے بھی انصاف کر رہے ہیں؟ صرف صدر ہونا یا سیکرٹری ہونا یا امیر ہونا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ عہدے نہ کسی کی بخشش کے سامان کرنے والے ہیں، نہ ہی اللہ تعالیٰ پر اور اس کی جماعت پر کوئی احسان ہے۔ اگر یہ اپنی امانتوں اور عہدوں کے اس طرح حق ادا نہیں کر رہے جس طرح خدا تعالیٰ چاہتا ہے اور خالص ہو کر ادا نہیں کر رہے تو کوئی فائدہ نہیں۔ پس ہر فیصلہ میں انصاف کے تمام تقاضے پورے کریں اور خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی خاطر ہر ایک عہدیدار کو کام کرنا چاہئے۔ اگر کوئی معاملہ سامنے آئے جس کے بارے میں پہلے غلط فیصلہ ہو چکا ہے تو جیسا کہ میں نے کہا اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے ان فیصلوں کو درست کریں۔ اپنے اخلاق کو بھی درست کریں اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو بھی یاد رکھیں کہ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا (البقرۃ:84)۔ کہ لوگوں کے ساتھ نرمی اور ملاطفت سے بات کرو، اعلیٰ اخلاق سے بات کرو۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ دنیا کے ہر ملک میں عہدیداروں کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اگر کینیڈا کی مثال مَیں نے دی ہے یا اس سے خیال آیا تو اس لئے کہ وہاں لوگوں میں، غیروں میں جماعت زیادہ جانی جاتی ہے اور اب میرے دورے کے بعد مزید تعارف بڑھا ہے اور ہم لوگوں کی نظر میں، غیروں کی نظر میں زیادہ ہیں۔ پس اس لحاظ سے ہمیں ہر معاملے میں اپنے نمونے قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا ہر عہدیدار خاص طور پر اور ہر احمدی عموماً دنیا کے سامنے ایک رول ماڈل ہونا چاہئے۔ جہاں دنیا میں فتنے فساد اور افراتفری اور حقوق غصب کرنے کے نمونے نظر آتے ہیں وہاں جماعت میں انصاف اور حقوق کی ادائیگی کے نمونے نظر آنے چاہئیں۔ اس تعارف سے دنیا والے دیکھیں گے کہ جماعت کس طرح کی ہے۔ ہر فرد جو ہے وہ ایک نمونہ ہے۔

پس ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ذمہ داری صرف عہدیداروں کی ہی نہیں ہے، ہر احمدی بھی ذمہ دار ہے۔ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ آپس کے تعلقات میں مثالی نمونے قائم کریں۔ انصاف کے تقاضے پورے کریں۔ اپنے اخلاق کو اعلیٰ معیار تک پہنچائیں۔ ایک دوسرے سے معاملات میں کسی بھی قسم کی طرفداری سے اپنے آپ کو مکمل طور پر پاک کریں۔ کسی بھی طرف ان کا جھکاؤ نہ ہو۔ احمدی کی گواہی اور بیان اپنے انصاف اور سچائی کے لحاظ سے ایک مثال بن جائے اور دنیا یہ کہے کہ اگر احمدی نے گواہی دی ہے تو پھر اسے چیلنج نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ گواہی انصاف کے اعلیٰ معیار پر پہنچی ہوئی ہے۔ اگر ہم یہ کر لیں تو ہم اپنی تقریروں میں، اپنی باتوں میں، اپنی تبلیغ میں سچے ہیں ورنہ ہم پھر جیسے دوسرے ویسے ہی ہم۔

ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے اپنے عہد بیعت میں تمام قسم کی برائیوں سے بچنے کا عہد کیا ہے اور عہد پر توجہ نہ دینا اور جان بوجھ کر اس پر عمل نہ کرنا خیانت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک حقیقی مؤمن کی نشانی بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے دل میں ایمان اور کفر نیز صدق اور کذب اکٹھے نہیں ہو سکتے اور نہ ہی امانت اور خیانت اکٹھے ہو سکتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 320 مسند ابی ہریرہؓ حدیث 8577 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پھر ایک حدیث میں آپ نے فرمایا جو عہدیداروں کو بھی سامنے رکھنی چاہئے اور ہر احمدی کو بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تین امور کے بارے میں مسلمان کا دل خیانت نہیں کر سکتا اور وہ تین باتیں یہ ہیں۔ خدا تعالیٰ کے لئے کام میں خلوص نیت۔ دوسرے ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی۔ اور تیسرے جماعت مسلمین کے ساتھ مل کر رہنا۔

(سنن الترمذی کتاب العلم باب ما جاء فی الحث علی تبلیغ السماع حدیث 2658)

پس جیسا کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی ذمہ داریوں کو ادا کرنا اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ادا کرنا اور خلوص نیت سے ادا کرنا یہی اللہ تعالیٰ کی امانت کا حق ادا کرنا ہے۔ اسی طرح ہر شخص کے لئے دوسرے کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ جب ہم میں سے ہر ایک انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ایک دوسرے کا حق ادا کرنے والا بن جائے گا تو حقوق کے حصول کی دوڑ خود بخود ختم ہو جائے گی۔ یہ نہیں ہوگا کہ میرا حق دو بلکہ حق ادا کرنے والے ہوں گے اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حقیقی مسلمان کی نشانی بتائی ہے۔ اور پھر ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ جماعت مسلمین سے چمٹے رہنا جو ہے یہی حقیقی مسلمان بناتا ہے۔

اس وقت دنیا میں صرف اور صرف ایک جماعت ہے جو جماعت احمدیہ مسلمہ کہلاتی ہے اور یہی ایک جماعت ہے جو دنیا میں ایک نام سے پہچانی جاتی ہے اور اس کے علاوہ اور کوئی بین الاقوامی جماعت نہیں جو تمام دنیا میں ایک نام سے جانی جاتی ہو۔ پس اس کے ساتھ جڑ کے رہنا اور نظام جماعت کا حصہ بننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حقیقی مسلمان بناتا ہے۔ اس خوش قسمتی پر ہر احمدی جتنا بھی شکر ادا کرے کم ہے اور حقیقی شکر گزاری یہی ہے کہ نظام جماعت کی مکمل اطاعت، خلافت کی اطاعت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس شکر گزاری کی توفیق عطا فرمائے۔ ہر احمدی کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ انصاف کے تقاضے پورے کرنے والے بنیں۔ اگر کبھی کسی بھی قسم کی گواہیوں کی ضرورت پڑے تو اس میں خیانت کے مرتکب نہ ہوں۔ جماعت کا ہر عہدیدار اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے۔ اپنے عہدوں اور اپنی امانتوں کو پورا کرنے والا اور ادا کرنے والا ہو۔ اپنی تمام ذمہ داریوں کو انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ادا کرنے والا ہو۔ یہ خوبصورت تعلیم ہماری نسلوں میں بھی جاری رہے اور اس کے لئے ہمیں کوشش بھی کرنی چاہئے تا کہ جب وقت آئے تو ہم دنیا میں حقیقی انصاف قائم کر کے دکھانے والے ہوں۔ وہ انصاف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا اور جس کے نمونے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق نے اس زمانے میں بھی قائم فرمائے اور جس کی توقع آپ نے اپنے ماننے والوں سے بھی رکھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

نماز کے بعد میں کچھ جنازے غائب پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ مکرم عدنان محمد کُرْدِیَّۃ صاحب کا ہے جو حلب سیریا کے رہنے والے تھے۔ جنہیں 2013ء میں سیریا کی ایک دہشت گرد تنظیم نے اغوا کیا تھا اس کے بعد شہید کیا۔ عدنان صاحب کی پیدائش 1971ء میں سیریا کے شہر حلب میں ہوئی۔ 2003ء میں انہوں نے خاتون تَمَاضُر صاحبہ سے شادی کی۔ عدنان صاحب کے سسر یاسین شریف صاحب 2007ء میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔ پھر ان کی تبلیغ سے ان کے بچوں کے علاوہ ان کی بیٹی تَمَاضُرْ بھی احمدیت کی صداقت کی قائل ہوئیں اور عدنان صاحب کے گھر میں احمدیت کے بارے میں باتیں ہونے لگیں۔ لیکن عدنان شہید صاحب پڑھے لکھے نہ تھے۔ اکثر مولویوں کے پیچھے چلتے تھے۔ جب ان کی بیوی نے 2010ء میں بیعت کر لی تو مولویوں کے اکسانے پر انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو گھر میں ایم ٹی اے دیکھے گی یا احمدیت کے بارے میں بات کرے گی تو میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔ ان کے سسر

یاسین شریف صاحب انہیں قرآن وسنت کے حوالے سے سمجھاتے تھے تو خاموش ہو جاتے۔ جب مولویوں کے پاس جاتے تو پھر ساری باتیں بھول جاتے۔ شہید کے سسر کہتے ہیں کہ 2011ء کی بات ہے کہ میں ان کے گھر میں ان کی بیوی یعنی اپنی بیٹی کے ساتھ مل کر قرآن پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں عدنان بھی کام سے واپس آ گیا اور ہمیں قرآن پڑھتا دیکھ کر کہنے لگا کہ پڑھتے رہیں کیونکہ میں آپ کی تفسیر سننا چاہتا ہوں۔ ہم اس وقت سورۃ بنی اسرائیل کی یہ آیت پڑھ رہے تھے کہ اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا (بنی اسرائیل:48) یعنی جب ظالم لوگ کہتے ہیں تم ایک ایسے شخص کی پیروی کر رہے ہو جو سحر زدہ ہے۔ ان کے سسر کہتے ہیں میں نے عدنان سے کہا کہ قرآن کہتا ہے وہ لوگ ظالم ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ سحر زدہ تھے۔ مگر بعض مسلمان اس بات کے قائل ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہوا تھا جبکہ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ یہ بات قطعاً غلط ہے اور ایسی کسی روایت کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔ عدنان نے یہ بات سنتے ہی حسب عادت فوراً فون اٹھایا اور اپنے مولوی سے پوچھا کہ کیا واقعی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو ہوا تھا۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ہاں ہوا تھا اور اس کا ذکر بخاری میں ہے۔ عدنان صاحب نے مولوی کو کہا کہ میں ایک عام سا اور گنہگار سا آدمی ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ میرے بعض قریبی اشخاص نے مجھ پر جادو کرنے کی کوشش کی لیکن مجھ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے مقرب ترین اور محبوب ترین رسول تھے پھر میں یہ کیسے مان لوں کہ بعض لوگ ان پر جادو کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا اور ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ اس واقعہ کے کچھ دن بعد عدنان سوچ بچار کرتے رہے۔ پھر ایک روز مجھے کہنے لگے کہ میری خواہش تھی کہ میری بیوی اچھے اخلاق اور اعمال کی مالک ہو۔ میں نے دیکھا ہے کہ جب سے تم نے احمدیت قبول کی ہے تمہارے اندر بہت نیک تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ نیز بچوں اور میرے رشتہ داروں کے ساتھ بہتر اخلاق سے پیش آنے لگی ہو۔ یہ تاثیر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس لئے میں بھی اس مبارک جماعت میں شامل ہوتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی۔ شہید کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ ایک شدت پسند تنظیم کے بعض ارکان جو جماعت کے خلاف نہایت اہانت آمیز باتیں کیا کرتے تھے۔ مجھے ان کی باتیں سن کر بہت دکھ ہوتا۔ جب میں اس کے بارے میں عدنان کو بتاتی تو وہ کہتا کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو اور کبھی ان سے بحث نہ کرنا۔ ہمارا کام صرف ان کے لئے دعا کرنا ہے۔ پھر 20؍جون 2013ء کو اس تنظیم کے بعض ارکان نے عدنان کو اغوا کر لیا اور تقریباً دو ماہ کے بعد انہیں گولی مار کر شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 42، 43 سال تھی۔ کہتی ہیں کہ مجھے ان کی شہادت کے بارہ میں خوابیں تو آ رہی تھیں لیکن ایسی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی تھی۔ ایک روز ہمارے علاقے کے مخالفین میں سے ایک شخص نے مجھے کہا کہ کیا تم ابھی تک اپنے خاوند کا انتظار کر رہی ہو۔ وہ نہیں آئے گا کیونکہ اسے قتل کر دیا گیا ہے۔ ہم نے اسے بہتیرا سمجھایا تھا کہ احمدیت چھوڑ دو لیکن وہ یہی کہتا تھا کہ میں احمدیت نہیں چھوڑوں گا خواہ میری گردن کٹ جائے۔ اس لئے وہ شہادت تو بڑی پرانی ہو گئی ہے لیکن پتا کیونکہ ان کو اب چلا ہے اس لئے جنازہ اب ادا کیا جا رہا ہے۔

شہید کی اہلیہ لکھتی ہیں کہ شہید نیک، صالح اور نمازوں کے پابند تھے۔ ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کرتے۔ ایک ہمدرد اور محبت کرنے والے شوہر اور شفیق باپ تھے۔ بچوں کی دینی تربیت کی ہمیشہ ان کو فکر رہتی۔ ہر ایک کی مدد و خدمت کرنے والے اور صلہ رحمی کرنے کے جذبہ سے مالا مال تھے۔ چندوں میں باقاعدہ اور سب سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے۔ ان کے سسر کہتے ہیں کہ قبول احمدیت کے بعد اس میں ایک عجیب اخلاص پیدا ہو گیا اور انہوں نے اپنی ویگن احمدیوں کے لئے وقف کر دی۔ جمعہ کے روز احمدیوں کو مختلف مقامات سے نماز سینٹر میں لاتے پھر واپس بھی چھوڑتے۔ اسی طرح مستورات کو بھی اجلاس کے لئے صدر لجنہ کے گھر تک لانے اور واپس چھوڑنے کے لئے اپنی خدمات پیش کرتے۔ احمدی احباب انہیں کرایہ دینے کی کوشش کرتے تو وہ لینے سے انکار کر دیتے۔ اور اگر کوئی بہت اصرار کرتا تو تیل کا خرچ لے لیتے۔ چندہ جات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور اکثر کہا کرتے تھے کہ ان چندوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے کام میں بہت برکت ڈالی ہے اور اس کی مثال وہ دیتے ہیں کہ انہوں نے کسی کے ساتھ مل کر ایک ویگن خریدی تھی جو وہ چلایا کرتے تھے اور اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی کہ انہوں نے پارٹنرشپ سے علیحدہ ہو کے وہ ساری ویگن خود ہی خرید لی۔ ان کی ایک اور رشتہ دار ہیں وہ کہتی ہیں کہ صلہ رحمی کا وصف ان میں بہت نمایاں تھا۔ کہتی ہیں جب فسادات بڑھے، جنگ کی صورتحال پیدا ہوئی، ہمارے علاقے میں حالات بہت خراب ہوئے تو روٹی نایاب ہو گئی اور اگر کہیں ملتی تھی تو بہت مہنگی ملتی تھی۔ ایسے حالات میں عدنان شہید تمام رشتہ داروں کی خدمت پر مامور تھے۔ وہ دور دراز کے علاقوں سے روٹی لا کر ہمیں دیا کرتے تھے۔

شہید نے اپنے پیچھے بیوی اور پانچ بچے چھوڑے ہیں۔ دو بیٹیاں ان کی پہلی مرحومہ بیوی سے تھیں جبکہ دو بیٹے اور ایک بیٹی دوسری بیوی سے ہیں۔ اللہ کے فضل سے یہ سب لوگ کینیڈا پہنچ چکے ہیں۔

دوسرا جنازہ ہے مکرمہ بشیر بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ درویش قادیان کا جو 7؍نومبر 2016ء کو 93 سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 1923ء میں پاکستان میں پیدا ہوئیں۔ (اس وقت پاکستان تو نہیں تھا۔ علاقہ پاکستان کا تھا۔ ہندوستان میں پیدا ہوئیں۔) 1944ء میں محترم چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ کے ساتھ شادی ہوئی۔ چیمہ صاحب نے نومبر 1947ء میں جب حفاظت مرکز کے لئے قادیان آنے کے لئے وقف کیا تو یہ بھی 1952ء میں قادیان آ کر اپنے خاوند کے ساتھ عہد درویشی میں شامل ہو گئیں۔ قادیان سے بہت محبت تھی۔ اور خاوند کی وفات کے بعد آپ نے 36 سال کا لمبا عرصہ نہایت صبر و شکر کے ساتھ گزارا۔ اللہ کے فضل سے نہایت تقویٰ شعار اور مخلوق خدا کی ہمدرد بہت نیک خاتون تھیں۔ گھر پہ آئے ہوئے کسی سوالی کو کبھی خالی ہاتھ نہیں جانے دیتی تھیں۔ وفات سے ایک سال قبل تک ہر سال رمضان کے پورے روزے رکھا کرتی تھیں اور ایک سے زیادہ مرتبہ قرآن شریف کا دور مکمل کرتی تھیں۔ اپنی اولاد کو بھی نماز باجماعت اور قرآن کریم کی تلاوت اور خلافت اور نظام جماعت کی مکمل اطاعت اور فرمانبرداری کی تلقین کرتی رہیں۔ انتہائی دعا گو، عبادت گزار، صابر شاکر، توکل علی اللہ کا کامل نمونہ، صاف گو، اپنی اولاد کی بہترین تربیت کرنے والی بڑی غیور اور مشفق خاتون تھیں۔ صاحب کشف و رؤیا بھی تھیں۔ تمام اولاد کے رشتے انہوں نے خالص دینی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے کئے۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ تین بیٹے آپ کے واقف زندگی مربی ہیں جن میں سے ایک بیٹے طاہر احمد صاحب چیمہ جامعہ احمدیہ میں استاد ہیں۔ ایک بیٹے مبارک احمد چیمہ صاحب انچارج دفتر علیاء ہیں اور اس وقت سیکرٹری شوریٰ بھارت بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔

تیسرا جنازہ غائب مکرم رانا مبارک احمد صاحب کا ہے جو لاہور کے رہنے والے تھے۔ اس کے بعد یہاں آ گئے۔ 5؍نومبر 2016ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ان کے والد رانا محمد یعقوب صاحب مرحوم نے ایک خواب کے نتیجہ میں احمدیت قبول کی تھی جس کی وجہ سے خاندان میں شدید مخالفت ہوئی اور انہیں گھر بار چھوڑنا پڑا۔ پھر اس کے بعد آپ کی والدہ نے بھی احمدیت قبول کر لی۔ رانا صاحب بچپن سے ہی جماعتی خدمات میں ہمیشہ صف اوّل میں رہے۔ ابتدا سے ہی خلافت اور جماعت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ جماعتی خدمات کا آغاز 1967ء سے ہوا جو آخر دم تک جاری رہا۔ آپ کو لاہور اور بہاولپور میں بطور قائد مجلس اور سیکرٹری مال کے علاوہ تیس سال تک صدر جماعت علامہ اقبال ٹاؤن لاہور اور اس کے علاوہ لمبا عرصہ ضلع لاہور کے سیکرٹری مال، سیکرٹری تحریک جدید اور سیکرٹری وقف جدید کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کیا تھا۔ چنانچہ الفضل کے نمائندہ کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔ نہایت نرم گفتار اور دعا گو، چندہ جات میں باقاعدہ، خلافت سے دلی محبت رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ الفضل میں مضامین بھی لکھا کرتے تھے اور ان کے مضامین اچھے ہوا کرتے تھے۔ جب تک یہ پاکستان میں رہے ہیں مجھے باقاعدہ وہاں کے حالات یا کوئی بیمار ہوا تو اس کے بارے میں فوری اطلاع سب سے پہلے ان کی طرف سے آیا کرتی تھی۔ لوگوں کے لئے بھی اکثر دعاؤں کی تحریک کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں ان کی اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے اور کافی پوتے پوتیاں شامل ہیں۔ سارے یہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

اسی طرح شہید مرحوم کے بھی اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ اب بچے سیریا سے وہاں کینیڈا چلے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ماحول سے بھی ان کو بچا کے رکھے اور وہ نیک مقاصد اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں میں بھی جاری رکھے جن کی خاطر شہید نے احمدیت قبول کی تھی۔

☆Design 4 Build Services☆

تعمیرات کے شعبہ میں ماہرانہ خدمات

تجربہ کار انجینئرز، آرکیٹکٹس اور بلڈرز کی ایک قابل اعتماد ٹیم جو آپ کے رہائشی، کمرشل اور انڈسٹریل پراجیکٹس کے علاوہ پرانے گھروں کی تعمیر و توسیع و آرائش میں بھی آپ کی مناسب رہنمائی کرتی ہے۔

ہماری خدمات: ☆ڈیزائننگ، پلاننگ، تعمیر اور سپرویژن ☆ پلاننگ پرمشن، درخواست و اپیل ☆سٹرکچرل انجینئر کی رپورٹ، مشورہ اور راہنمائی

We help to buy and sell properties for cash. We welcome builders and investors to join our team.

Contact: M: 0791 008 0278, **W:** design4build.com

بقیہ: رپورٹ دورۂ کینیڈا 2016ء

..................................ازصفحہ نمبر20

میں کام کرتا تھا۔مَیں نے بہت سے ایسے معاملات پر کام کیا ہے جن کے بارہ میں مجھے علم ہے کہ خلیفۃ المسیح بھی ان پر کام کررہے ہیں۔ایک دوسرے کی عزّت کرنا اور ہر شخص کے حقوق قائم کرنا اور معاشرہ میں رواداری اور انسانی اقدار کا قیام وغیرہ۔

موصوف نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا کہ حضور انور لوگوں کو ان اچھائیوں پر اکٹھا کررہے ہیں اور انسانی اقدار قائم کررہے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ لوگوں نے بھی ایک اچھا قدم اٹھایا ہے کہ آپ نے فی الحال سیریا میں ایئرسٹرائیک روک دی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ مَیں سمجھتا ہوں کہ آپ کو دوسرے ملکوں کی بھی رہنمائی کرنی چاہئے اور جہاں بھی جنگ کا خطرہ ہو آپ اس کو روکیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آجکل امریکہ اور رشیا کے تعلقات میں تناؤ ہے اور یہ بڑھ رہا ہے۔اگر اس کو نہ روکا گیا اور تعلقات مزید خراب ہوتے چلے گئے تو پھر بڑی تباہی آسکتی ہے۔اس معاملہ میں کینیڈا کو اپنا رول ادا کرنا چاہئے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ کل کیا ہوگا۔

اس پر سینیٹرز نے کہا کہ کینیڈا کا کیا رول ہوسکتا ہے؟ اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ کینیڈا G8 کا ممبر ہے،UNO کا ممبر ہے۔آپ جانتے ہیں کہ کس طرح اس قسم کے حالات میں رول ادا کیا جاسکتا ہے۔کس طرح معاملات کو سنبھالا اور کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔اب تو حالات ساتھ ساتھ بدل رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے 2013ء میں لاس اینجلیز (امریکہ) میں ایک ریسپشن میں اپنے ایڈریس میں بتایا تھا کہ عالمی جنگ کے خطرات سَر پر منڈلا رہے ہیں اور اس میں ایٹمی ہتھیار استعمال ہوسکتے ہیں۔تو اس تقریب میں موجود ایک سینیٹر نے کہا کہ مَیں آپ کی بہت سی باتوں سے اتفاق کرتا ہوں لیکن جو ایٹمی ہتھیار کے حوالہ سے بات کی ہے کہ وہ استعمال کئے جاسکتے ہیں اس سے اختلاف رکھتا ہوں۔توگزشتہ سال اِسی سینیٹر نے کہا کہ آپ کی بات درست تھی۔

اس پر موصوف سینیٹر Peter Harder صاحب نے کہا کہ حضور کی بات درست ہے واقعی آجکل دنیا میں بے یقینی ہے۔آپ کا امن کا پیغام بہت اہم ہے اور بڑا پاورفُل ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اصل چیز انصاف ہے۔ معاشرہ کے ہر لیول پر انصاف ہونا چاہئے۔آپ جو بھی پالیسی بناتے ہیں وہ انصاف کی بنیاد پر بنائیں اس میں کسی کی طرف بھی جانبداری نہیں ہونی چاہئے۔ پسند، ناپسند نہیں ہونی چاہئے جو بھی پالیسی ہو، فیصلہ ہو، انصاف اور عدل کی بنیاد پر ہو۔

ایک سینیٹر نے عرض کیا کہ آپ اپنی جماعت کو کیا پیغام دیتے ہیں؟ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ وہی پیغام ہے جو اسلام کے بانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو دیا تھا کہ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَان کہ وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔اگر اس پیغام پر عمل ہو تو پھر ملک میں کوئی خرابی، شرارت نہیں ہوگی اور حکومت کے لئے کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ ہر ایک ملک کے لئے خیرخواہ اور وفادار ہوگا۔ کوئی پارٹی، کوئی گروہ ملک کے خلاف نہ ہوگا اور ملک میں امن قائم ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہم احمدی قانون کی پابندی کرتے ہیں اور ملک کے لئے وفادار ہیں اور ملک کی ترقی کے لئے پوری کوشش کرتے ہیں۔

ایک سینیٹر نے سوال کیا کہ ہیومن رائٹس کے حوالہ سے حضور انور کا کیا خیال ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اسلام کا پیغام دو فقروں میں ہے۔اپنے خالق کو پہچانو اور اس کا حق ادا کرو اور پھر خدا کے بندوں کے حقوق ادا کرو۔

مختلف منسٹرز، ممبران پارلیمنٹ وسینیٹرز کی حضور انور سے ملاقات

جاپان میں مجھ سے ایک پادری نے پوچھا تھا کہ امن کی تعریف کیا ہے تو مَیں نے اُسے جواب دیا تھا کہ ہر ایک دوسرے کے حقوق ادا کرے، دوسرے کے حقوق نہ چھینے۔ اگر ہر ایک دوسرے کے حقوق ادا کر رہا ہوگا تو پھر معاشرہ میں امن ہوگا۔

حضور انور نے حقوق کی ادائیگی کے حوالہ سے عربوں کے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ایک شخص گھوڑا فروخت کررہا تھا اور اُس نے اُس کی قیمت پانچ سو درہم بتائی۔ جو خریدنے والا تھا وہ کہنے لگا کہ تمہارا گھوڑا تو فلاں نسل کا ہے اور یہ بہت مہنگا گھوڑا ہے اس کی قیمت تو ڈیڑھ ہزار درہم ہے۔ فروخت کرنے والا کہتا ہے کہ مَیں نے پانچصد درہم میں بیچنا ہے اور دوسری طرف خریدنے والا کہہ رہا ہے کہ تم بہت کم قیمت میں فروخت کررہے ہو۔اس کی قیمت پندرہ صد درہم ہے۔تو یہ ہے ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی۔اس طرح ہر ایک کے حقوق ادا ہوں تو معاشرہ میں امن قائم ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آجکل مسائل کی وجہ سے، Job نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں میں بے چینی ہے۔آپ کوشش کریں کہ لوگوں کو Jobs ملیں اور لوگ ترقی کریں۔

ان دونوں سینیٹرز کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات بیس منٹ تک جاری رہی۔

☆ اس کے بعد درج ذیل تین حکومتی حکّام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کے لئے آئے:

1۔ ممبر آف پارلیمنٹ Pamela Goldsmith-Jones (موصوفہ منسٹر آف فارن افیئرز کی پارلیمانی سیکرٹری بھی ہیں)۔

2۔ Pascale Massot (موصوف منسٹر آف فارن افیئرز کے آفس میں Asia Pacific کے لئے پالیسی ایڈوائزر ہیں۔)

3۔ Giuliana Natale صاحبہ۔ (موصوفہ فارن افیئرز آفس میں سپیشل ایڈوائزر اور چیف آف سٹاف Privy Council Office ہیں)۔

ان ممبران نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔آپ کے یہاں آنے سے بہت خوشی ہوئی ہے۔

ہیومن رائٹس فریڈم کے دفتر کی نمائندہ نے اپنے دفتر کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ ہمارے یہ پروگرام ہیں اور ہم احمدیہ کمیونٹی کے ساتھ مل کر کام کررہے ہیں۔احمدیہ جماعت سے ہمارا تعلق ہے۔آپ کی کمیونٹی ہمیں بتاتی ہے کہ آپ لوگوں کے کیا تجربات ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ مَیں دعا کرتا ہوں کہ خداتعالیٰ آپ کو یہ طاقت دے اور توفیق دے کہ آپ نے جو پلان بنایا ہے اس پر انصاف کے ساتھ عمل کریں۔اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کا دفتر اچھا ثابت ہوگا۔

پارلیمانی سیکرٹری نے بتایا کہ پہلے انہوں نے ریلیجس فریڈم کے لئے ایک سیکرٹری مقرر کیا تھا۔اب ہم نے اپنے ملک کے ہر ایمبیسڈر کو کہا ہے کہ آپ نے ہر جگہ ریلیجس فریڈم پر بھی کام کرنا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ بڑی اچھی بات ہے۔لیکن صرف مذہبی آزادی پر فوکس نہ کریں بلکہ ہر قسم کی آزادی پر فوکس کریں تا کہ لوگوں کو ہر طرح سے آزادی ملے۔

سیکرٹری نے حضور انور سے سوال کیا کہ آپ کے کینیڈا کے دورہ کا مقصد کیا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مَیں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ اپنی کمیونٹی کے لوگوں سے ملوں، ان کی رہنمائی کروں، ان کے مسئلے حل کروں، ان کی تعلیم و تربیت ہو اور یہ ملک کے وفادار ہوں۔اس کے علاوہ آپ لوگوں سے ملنا ہے اور بعض دوسرے پروگرام بھی ہیں۔

اس موقع پر Regina اور Lloydminister میں مساجد کے افتتاح کے پروگرام کا بھی ذکر ہوا۔اور امیر صاحب نے بتایا کہ آئندہ سال Saskatoon میں بھی مسجد کے افتتاح کا پروگرام ہے۔

ممبر پارلیمنٹ Pamela Goldsmith نے کہا کہ وہ وینکوور (Vancour) کی مسجد کے وزٹ پر آنا چاہتی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ کا انتظام ہوجائے گا۔ امور خارجہ کے سیکرٹری آصف خان صاحب نے عرض کی کہ ہم اس کا انتظام کردیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ممبر پارلیمنٹ Pamela صاحبہ کو جلسہ سالانہ یوکے پر آنے کی دعوت دی اور بتایا کہ وہاں ہمارا جلسہ سالانہ ایک فارم لینڈ پر ہوتا ہے۔ عارضی طور پر ایک Village بنایا جاتا ہے۔ سارا اسٹرکچر عارضی طور پر ہوتا ہے اور یہ تمام انتظام تین دن کے لئے ہوتا ہے۔کھانا پکانے اور کھانا کھلانے کا انتظام، رہائش کا انتظام، اور تمام بنیادی ضروریات، فرسٹ ایڈ اور عارضی ہسپتال، غرض ایک عارضی شہر آباد ہوتا ہے۔ یہ سارے انتظامات جلسہ سے ایک دو ہفتہ قبل شروع ہوجاتے ہیں اور جلسہ کے ایک ہفتہ بعد دیکھیں گے تو آپ کو فارم لینڈ ہی نظر آئے گی۔

اس موقع پر ممبر پارلیمنٹ Judy Sgro نے بتایا کہ وہ دو سال قبل جلسہ سالانہ یوکے پر گئی تھیں۔مَیں بڑا اچھا تأثر لے کر واپس آئی ہوں۔مَیں وہاں بہت سے لوگوں سے ملی تھی۔ دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے تھے۔ بہت اچھا وقت گزرا تھا۔ اگر تم بھی جاؤ گی تو بہت سے لوگوں سے ملوگی۔ بڑا اچھا موقع ہوگا۔

ان تینوں ممبران کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات سوا بارہ بجے تک جاری رہی۔

☆ بعدازاں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز Parliament Hill کی دوسری منزل پر تشریف لے آئے جہاں ایک ہال میں ممبران پارلیمنٹ کی طرف سے ریفریشمنٹ کا انتظام تھا اور پروگرام کے مطابق دوران ریفریشمنٹ ممبران پارلیمنٹ نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملنا تھا۔

چنانچہ ممبران پارلیمنٹ باری باری حضور انور کے پاس آتے۔ حضور انور ان سے گفتگو فرماتے اور ہر ممبر پارلیمنٹ حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پاتا۔ یہ پروگرام قریباً ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔اس دوران قریباً 30 سے زائد ممبران پارلیمنٹ اور دوسرے سرکردہ حکّام نے حضور انور کے ساتھ شرف ملاقات پایا۔ ان ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرکے حضور انور کے ساتھ اجتماعی تصویر بھی بنوائی۔

....

کینیڈین پارلیمنٹ ہِل میں باجماعت نمازوں کی ادائیگی

بعدازاں اسی ہال کے ایک حصہ میں نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا تھا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔

کینیڈین پارلیمنٹ کی تاریخ میں یہ پہلی باجماعت نماز ہے جو پارلیمنٹ میں ادا کی گئی ہے۔اس سے قبل اس عمارت میں ایسا واقعہ کبھی رونما نہیں ہوا۔

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز سے فارغ ہوئے تو چند اَور ممبران پارلیمنٹ حضور انور سے ملنے کے لئے آگئے۔ ان سبھی نے حضور انور سے شرفِ مصافحہ حاصل کیا۔حضور انور نے ازراہ شفقت ان سب سے گفتگو فرمائی۔ بعدازاں حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائی گئیں اور یہ سلسلہ کچھ دیر تک جاری رہا۔

بعدازاں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چھٹی منزل پر Spousal Lounge میں تشریف لے آئے۔ یہیں پر دوپہر کے کھانے کا پروگرام تھا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے پارلیمنٹ سے باہر پارک میں تشریف لے آئے اور چہل قدمی فرمائی۔ بہت سے احمدی احباب اور خواتین جو پارلیمنٹ سے باہر موجود تھے، حضور انور کو دیکھتے ہی پروانوں کی طرح اکٹھے ہوگئے اور ہر قدم پر شرفِ دیدار سے فیضیاب ہوئے۔نوجوان بچوں اور بچیوں نے اپنے کیمروں سے اپنے پیارے آقا کی تصاویر بنائیں۔ اس سیر کے دوران یہ سبھی لوگ اپنے آقا کے اردگرد موجود رہے اور برکتیں حاصل کرتے رہے۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس پارلیمنٹ ہِل میں تشریف لے آئے۔

....

پارلیمنٹ کے اجلاس کے دوران وزیٹرگیلری میں حضور انور کی آمد اور سپیکر و ممبران کی طرف سے حضور انور کو خوش آمدید

پروگرام کے مطابق دو بج کر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو پارلیمنٹ کے اجلاس کے دوران وزیٹرز گیلری میں لے جایا گیا اور خصوصی جگہ پر بٹھایا گیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد سے قبل ممبر پارلیمنٹ Judy Sgro درج ذیل سٹیٹمنٹ پارلیمنٹ کے اجلاس میں پیش کر چکی تھیں۔

’’آج کچھ دیر پہلے جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا مسرور احمد باضابطہ دورے کے لئے آٹوا (Ottawa) تشریف لائے ہیں۔ اس دورے کے دوران آپ کیبنٹ منسٹرز، سینیٹرز، ممبران پارلیمنٹ اور وزیراعظم سے ملیں گے۔ ان ملاقاتوں سے آپ کا مقصد ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ کا پیغام پھیلانا ہے۔

خلیفۃ المسیح کی مسلسل یہ کوشش ہے کہ مذہب کا امن پسند اور خوبصورت چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کریں اور آپ کا یہ دورہ ایک ایسے وقت میں ہے جبکہ ہم اسلام کا تاریخی مہینہ منا رہے ہیں اور ہم دنیا کی تمام بڑی طاقتوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ امن، مذہبی آزادی اور انسانی حقوق کی پاسداری میں کینیڈا کے ساتھ شامل ہو جائیں۔

مَیں خلیفۃ المسیح اور جماعت احمدیہ عالمگیر کو آپ کی انتھک محنت پر مبارکباد پیش کرتی ہوں اور آپ کی طرف مَیں اپنا اور کینیڈا کے لوگوں کا دوستی کا ہاتھ بڑھاتی ہوں۔ شکریہ مسٹر سپیکر‘‘۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پارلیمنٹ کی کارروائی سنی۔ بعدازاں سپیکر پارلیمنٹ Mr. Geoff Regan نے کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا:

’’اب مَیں تمام معزّز احباب کی توجہ گیلری کی طرف پھیرنا چاہتا ہوں جہاں آج ہمارے درمیان حضرت مرزا مسرور احمد امام احمدیہ جماعت عالمگیر موجود ہیں۔‘‘

اس پر سب سے پہلے وزیراعظم Justin Trudeau صاحب کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ ہی سارے ایوان نے کھڑے ہو کر تالیاں بجاتے ہوئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا۔

دنیا کی کسی بھی پارلیمنٹ میں ایسا واقعہ پہلی بار ہوا ہے کہ پارلیمنٹ کے ایوان میں تمام ممبران نے کھڑے ہو کر خلیفۃ المسیح کا اپنے ملک میں استقبال کرتے ہوئے خوش آمدید کہا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا الہام کہ ’’وہ بادشاہ آیا‘‘ آج ایک اور نئی شان کے ساتھ پورا ہوا کہ ایک بڑے ملک کی دنیوی پارلیمنٹ کے ممبران اپنے بادشاہ (وزیراعظم) سمیت ایک ’’روحانی بادشاہ‘‘ کے احترام میں کھڑے تھے۔ اور خلیفۃ المسیح کی طرف نظریں بلند کرتے ہوئے بزبانِ حال کہہ رہے تھے کہ ’’وہ بادشاہ آیا‘‘۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چھٹی منزل پر Spousal Lounge میں تشریف لے آئے۔

کچھ دیر بعد **Hon. Ralph Goodale منسٹر آف پبلک اینڈ ایمرجنسی Preparedness** نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

موصوف نے عرض کیا کہ مَیں ریجائنا (Regina) کے علاقہ سے ہوں اور مَیں کوشش کروں گا کہ آپ کی مسجد کے افتتاح کے موقع پر شامل ہوں۔

منسٹر نے عرض کیا کہ حضور کافی سفر کرتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ میرا کینیڈا کا پچھلا دورہ 2013ء میں تھا۔ مَیں کینیڈا کے مغربی علاقوں وینکوور اور کیلگری آیا تھا۔ اِس سے پہلے 2012ء میں ٹورانٹو آیا تھا۔ باقی دوسرے ممالک کے بھی دورے کرنے پڑتے ہیں اور کچھ دیگر مصروفیات اور شیڈول طے ہوتے ہیں اس لئے یہاں کافی عرصہ بعد آ رہا ہوں۔

منسٹر نے سوال کیا کہ آپ کی تعداد کیا ہوگی؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جو پکّے اور مخلص احمدی ہیں وہ 16، 17 ملین ہوں گے باقی کئی ملینز ایسے احمدی ہیں جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں لیکن ان کا جماعت سے ابھی پختہ رابطہ اور تعلق نہیں ہے۔ مَیں ان کے بارہ میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ یہ کبھی Radicalise نہیں ہو سکتے۔

منسٹر نے سوال کیا کہ آپ اپنی کمیونٹی کی کس طرح تربیت کرتے ہیں کہ وہ Radicalise نہیں ہو سکتے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ہمارا ٹریننگ کا نظام ایسا ہے کہ ہم بچپن سے ہی تربیت کرتے ہیں۔ بچپن سے ہی اپنے بچوں کو سکھاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے اور خدا کا حق ادا کرنا ہے۔ اس کے بندوں کا حق ادا کرنا ہے اور لوگوں سے محبت کرنی ہے، اپنے وطن سے محبت کرنی ہے اور ملک کی ترقی کے لئے کام کرنا ہے اور ہمیشہ امن اور صلح سے رہنا ہے۔

ہمارے پروگراموں میں، مساجد میں، اجلاسات میں، ہمارے جامعات میں، تعلیمی اداروں اور مجالس میں ہر جگہ یہی سکھایا جاتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا: بس اللہ کا فضل ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں ڈنمارک میں ایک نوجوان سے ملا تھا۔ وہ اسلام سے دُور چلا گیا تھا اور انتہا پسندوں کے ساتھ مل گیا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ اس کے جو دو دوست ہیں ان میں سے ایک داعش کے ساتھ مل گیا اور دوسرا شراب میں ملوّث ہو گیا ہے۔ جب اس نے ان کی یہ حالت دیکھی تو اسے پتہ چلا کہ احمدی ہی اصل اور حقیقی اسلام ہے۔ چنانچہ واپس آیا اور پھر مجھے ملا۔

حضور انور نے فرمایا کہ سات سال کی عمر سے ہمارے بچے بچیاں اپنی تنظیم میں شامل ہو جاتے ہیں۔ بچوں اور بچیوں کی علیحدہ علیحدہ تنظیم ہے۔ جہاں ان کو دینی علم سکھایا جاتا ہے۔ آداب سکھائے جاتے ہیں۔ اخلاقی تعلیمات دی جاتی ہیں۔ پھر ان کے مقابلے ہوتے ہیں، کھیلوں کے بھی مقابلے ہوتے ہیں۔ ہم احمدی اپنے بچوں اور نوجوان نسل کی تعلیم کی طرف خاص توجہ دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ احمدی تعلیم میں آگے نکل رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ماں باپ کا بھی ایک کردار ہے۔ انہیں اپنے بچوں کو دیکھنا چاہئے۔ بچوں کا خیال رکھنا چاہئے جس حد تک بھی رکھ سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ دنیا میں جہاں بھی جائیں گے احمدیوں کا کیریکٹر دوسروں سے مختلف دیکھیں گے۔ نائیجیریا میں ’’بوکوحرام‘‘ ملک میں تباہی پھیلا رہی ہے اور ایک ملین احمدی ملک کی خدمت کر رہا ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم بچپن سے ہی اپنے بچوں کو اچھے اخلاق سکھاتے ہیں اور ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرتے ہیں۔

اس پر منسٹر نے عرض کیا کہ آپ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ مَیں آپ سے ملا ہوں۔ مَیں ایک بار پھر آپ کو کینیڈا آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

منسٹر کے ساتھ یہ ملاقات تین بج کر پچاس منٹ تک جاری رہی۔

....

بعدازاں ممبر پارلیمنٹ Judy Sgro نے حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کی کمیونٹی کے بہت لوگ پارلیمنٹ سے باہر آئے ہوئے ہیں۔ خلیفۃ المسیح کا یہاں پارلیمنٹ میں آنا ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے۔

موصوفہ نے آخر پر حضور انور کے لئے نیک تمنّاؤں اور خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے حضور انور کی خدمت میں اپنے لئے خاص دعا کی درخواست کی۔

....

کینیڈا کے وزیراعظم کی حضور انور سے ملاقات

اس کے بعد پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پرائم منسٹر کینیڈا Justin Trudeau کی ملاقات تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پارلیمنٹ کی تیسری منزل Cabinet Room میں تشریف لے گئے جہاں پرائم منسٹر حضور انور کی آمد کے منتظر تھے۔

وزیراعظم نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور کہا کہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے کہ مَیں آج خلیفۃ المسیح کو اپنے ملک میں Welcome کر رہا ہوں۔ مجھے اس بات کا علم ہے کہ آپ کی کمیونٹی ’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘ کا پیغام ساری دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آپ کا کینیڈا کا یہ سب سے لمبا دورہ ہے اور ٹورانٹو کے بعد سیسکاٹون (Sascatoon) اور کیلگری (Calgary) بھی جا رہے ہیں۔

ہمیں آپ کی کمیونٹی پر فخر ہے کہ آپ لوگ کینیڈا کی ترقی میں حصہ لے رہے ہیں۔ حضور انور کی لیڈرشپ پر خوش ہیں اور بہت احترام کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح کھلے دل کے ساتھ آپ نے Welcome کیا ہے۔ آپ کے پرائم منسٹر منتخب ہونے پر مجھے موقعہ نہیں ملا کہ آپ کو براہ راست ذاتی طور پر مبارکباد دوں۔ اب مَیں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اب مجھے موقعہ مل رہا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے خط کے ذریعہ مبارکباد بھجوائی تھی۔

اس پر پرائم منسٹر نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے پارلیمنٹ کا سیشن دیکھا ہے۔ بہت اچھا تھا۔ مَیں محظوظ ہوا ہوں۔ مَیں نے یہ بھی دیکھا کہ آپ بڑے پُرسکون تھے۔

اس پر پرائم منسٹر نے کہا کہ شروع میں مجھے کچھ سوالوں کا جواب دینا پڑتا تھا۔ کوشش یہی ہوتی ہے کہ Calm رہوں اور دوسروں کا احترام کروں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے پارلیمنٹ میں ایسی باتوں پر اور مسائل پر بحث کی ہے جو آجکل ہر جگہ ایشو بنے ہوئے ہیں۔ انتہا پسندی اور دہشتگردی کے حوالہ سے بات کی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پرائم منسٹر کینیڈا Justin Trudeau کی ملاقات

پرائم منسٹر نے کہا کہ احمدیہ کمیونٹی کینیڈا میں اعلیٰ اقدار کے قیام کے لئے بہت اچھا کام کر رہی ہے جس پر ہمیں فخر ہوتا ہے۔ جماعت نے یہاں سیرین ریفیوجیز کو بھی سنبھالا ہے۔ ریفیوجیز کے معاملہ میں بھی آپ کا بڑا مثبت کردار ہے۔

وزیراعظم نے کہا کہ ایک اور مثال یہ ہے کہ آپ ہر قسم کی شدّت پسندی کی مذمّت کرتے ہیں۔ آپ ملک کے وفادار لوگ ہیں۔

وزیراعظم نے کہا کہ گزشتہ حکومت میں ریلیجس فریڈم کا ایک دفتر تھا۔ ہم نے اب اس ادارے کو تبدیل کیا ہے کیونکہ سابقہ دفتر کے کچھ سیاسی مقاصد تھے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس دفتر کے قیام کا مقصد صرف انسانیت ہونا چاہئے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اس کی دنیا میں بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ہر جگہ انصاف کی کمی ہے۔ حضور انور نے دعا کی کہ خدا تعالیٰ ہر اچھے کام میں آپ کی مدد کرے جو آپ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ ایسے قدم اٹھائیں جو دنیا کو امن کے قریب لے آئیں۔

اس پر وزیراعظم نے کہا کہ ہماری بھی یہی خواہش ہے۔

وزیراعظم کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ One to One ملاقات قریباً پندرہ منٹ تک جاری رہی۔

....

وزیراعظم اور دیگر چھ وزراء کی حضور انور سے ملاقات

بعدازاں وزیراعظم Jostin Trudeau حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ساتھ والے کمرے میں لے آئے جہاں پر درج ذیل چھ منسٹرز موجود تھے:

1. Hon. Navdeep Bains (Ministers of Innovation, Science, Economic Development).
2. Hon. Kirsty Duncan (Minister of Science)
3. Hon. Harjit Sajjan (Minister of Defence)
4. Hon. Melanie Joly (Minister of

Heritage)

5. Hon. John Mccallum (Minister of Immigration, Citizenship and Refugees).

6. Hon. Carla Qualtrough (Minister of Sports and Persons with Disabilities).

ان کے علاوہ ممبر پارلیمنٹ Hon. Judy Sgro بھی موجود تھیں۔

اس کمرہ میں وزیر اعظم اور دیگر چھ منسٹرز کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات قریباً نصف گھنٹہ جاری رہی۔

وزیر اعظم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دوبارہ Welcome کہا اور جماعت کی خدمات کا ذکر کیا اور بتایا کہ احمدیہ جماعت وہ کمیونٹی ہے جو دنیا میں امن کے قیام کے لئے کوشاں ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ کا بھی شکریہ۔ مَیں خاص طور پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے احمدی ریفیوجیز کو قبول کیا ہے۔ سیریا سے آنے والی فیملیز اور لاہور کے شہداء کی فیملیز کو قبول کیا ہے۔

حضور انور نے وزیر اعظم سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ جب مَیں 2012ء میں پہلی دفعہ آپ سے ملا تھا اُس وقت مَیں نے آپ کے لئے دعا کی تھی اور کہا تھا کہ آپ ایک دن وزیر اعظم بنیں گے۔ پتہ نہیں آپ کو یاد ہے یا نہیں۔

اس پر وزیر اعظم نے کہا کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مجھے اُس وقت یہ بھی پتہ تھا کہ آپ ان لوگوں میں شامل ہیں جو انسانی حقوق کی قدر کرتے ہیں۔ اس پر وزیر اعظم نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ مَیں کہہ سکتا ہوں کہ ہر پارٹی احمدیہ جماعت کو سپورٹ کرتی ہے۔ احمدیوں کے اصول اور اقدار کی ہم تعریف کرتے ہیں۔

دوسرے تمام منسٹرز نے باری باری اپنا تعارف کروایا۔

حضور انور کے ساتھ منسٹر آف Heritage آنریبل Melanie Joly بیٹھی ہوئی تھیں۔ موصوفہ نے کہا کہ اگلے سال کینیڈا کی 150 ویں Aneversary ہے۔ اس کو ہم منا رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ احمدیہ کمیونٹی اس میں بھرپور حصہ لے گی۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جماعت کینیڈا ابھی اپنے پچاس سال منا رہی ہے اور اُن کی تقریبات منعقد ہو رہی ہیں۔ امسال ان کا چالیسواں جلسہ سالانہ تھا۔ یوکے میں ہمارا امسال پچاسواں جلسہ سالانہ تھا جس میں 38 ہزار سے زائد لوگ شامل ہوئے تھے اور کینیڈا کے جلسہ میں حاضری 25 ہزار کے قریب تھی۔

پرائم منسٹر نے سوال کیا کہ احمدیہ کمیونٹی کا جو یوکے اور کینیڈا میں ہے، کیا اس میں کوئی فرق ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دونوں ملکوں میں حکومتی سطح پر اچھے تعلقات ہیں۔ یوکے میں سب سے پہلے احمدیہ پارلیمانی گروپ بنا تھا۔ اب کینیڈا میں بھی بن چکا ہے۔ کینیڈا میں احمدی یوکے سے کم ہوں گے لیکن یہاں حکومت کے ساتھ جو تعلقات ہیں اور حکومت کا جو رسپانس ہے وہ یوکے سے زیادہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یوکے میں کچھ مسلمان تنظیمیں ہیں جو اِس بات پر راضی نہیں کہ ہمارے اُن کے ساتھ قریبی تعلقات ہوں جبکہ ہم چاہتے ہیں کہ انسانیت کی اقدار کے قیام کے لئے سب مل کر کام کریں۔ آپس میں اتحاد ہو تو اس میں بہتری ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ باقی جو دوسرے مذاہب ہیں اُن سے یہاں بھی اور یوکے میں بھی اچھے تعلقات ہیں۔

وزیر اعظم نے حضور انور سے سوال کیا کہ آپ ایک ایسی تنظیم ہیں جس کی مخالفت ہوتی ہے تو مَیں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ دوسرے Minority Issues کو کس طرح دیکھتے ہیں۔ مثلاً Gender Issues، اکنامک ایشوز ہے، اسی طرح ریلیجس فریڈم ہے۔ اس بارہ میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آپ نے ایک سوال میں بہت سے Issues شامل کئے ہیں۔ ہمیں ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ دیکھنا ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں ایک مذہبی آدمی کی حیثیت سے اور مسلمان کی حیثیت سے، اسلامی تعلیم کے مطابق یہی کہوں گا کہ ہر شخص کو مذہبی آزادی ملنی چاہئے۔ مثلاً ہر عورت کو یہ حق ہے کہ پوری طرح تعلیم حاصل کرے۔ لیکن کچھ مذہبی معاملات ایسے ہیں جس پر حکومت کو دخل اندازی نہیں کرنی چاہئے۔ مثلاً حجاب ہے، Segregation ہے، مرد اور عورت اپنے مختلف پروگراموں میں علیحدہ علیحدہ ہالوں میں بیٹھتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ Segregation کا Issues ہے۔ آپ کو یہ دیکھنا چاہئے کہ عورت کیا چاہتی ہے۔ اگر وہ علیحدہ بیٹھنا چاہتی ہے اور علیحدہ بیٹھنے میں زیادہ آرام اور سہولت محسوس کرتی ہے اور آزادی محسوس کرتی ہے تو پھر حکومت کو اس میں روک نہیں ڈالنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے اکنامک Issues کی بات کی ہے۔ یہ میرے نزدیک ایک بڑا ایشو ہے۔ مالی مشکلات کی وجہ سے کچھ ایسے نوجوان ہیں جو مایوسی کا شکار ہو کر شدّت پسند گروہوں کی طرف مائل ہوئے ہیں۔ کچھ حد تک عراق کی جنگ کے بعد بھی یہ ایشو بڑھا ہے اور پھر 9/11 کے بعد مزید بڑھا ہے اور کچھ نئی تنظیمیں اور گروپس بنے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں سمجھتا ہوں کہ 2008ء کے اکنامک کرائسز کے بعد دہشتگردی زیادہ بڑھی ہے اور داعش کا قیام ہوا ہے اور پھر اس کے بعد عرب اسپرنگ بھی ہوا ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ دہشتگرد تنظیموں نے نوجوانوں کی بے چینی اور مایوسی سے فائدہ اٹھایا ہے۔ نوجوانوں کے پاس ملازمتیں نہیں تھیں۔ اکنامک کرائسز کی وجہ سے بہت سے لوگ اپنی ملازمتوں سے محروم ہوئے۔ اس بات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انتہاپسند، دہشتگرد تنظیموں نے ان نوجوانوں کو پیسے کا لالچ دیا۔ چنانچہ بہت سے لوگ جا کر دہشتگرد تنظیموں میں شامل ہوئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے کینیڈا کے حوالہ سے پڑھا ہے کہ یہاں سے جو لوگ عراق، سیریا دہشتگردی کے لئے گئے ہیں ان میں سے بیس فیصد عورتیں ہیں اور یہ بڑی خطرناک بات ہے۔ اگر عورتیں Radicalise ہوتی ہیں تو پھر انہوں نے اپنے بچوں کو بھی یہی ٹریننگ دینی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یورپ کے ممالک تو مسلمان دنیا کے قریب ہیں اس لئے یورپ میں دہشتگردی کے آنے کا ایک بڑا خطرہ ہے بلکہ بعض واقعات ہو بھی گئے ہیں۔

یورپ کی نسبت آپ لوگ کینیڈا میں مسلمان ممالک سے دُور تو ہیں لیکن آپ کو یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ ہم محفوظ ہیں۔ یہاں بھی یہ دہشتگرد گروپ خطرہ بن سکتے ہیں۔

اس پر وزیر اعظم نے کہا کہ حضور بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ Radicalisation اور شدّت پسندی کو ختم کرنے کے لئے ہم سب کو مل کر اکٹھا کام کرنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر مسلمان اپنی حقیقی تعلیم پر عمل کریں تو وہ کبھی بھی دہشتگرد نہیں بن سکتے۔ کیونکہ اسلام کے بانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ کہ وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔ اگر اپنے ملک سے محبت ہو تو پھر آپ کی ہر کوشش ملک کی ترقی کے لئے ہوگی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس اسی وجہ سے ہم احمدی لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے لوگ Radicalise نہیں ہوتے کیونکہ ہم اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل پیرا ہیں۔

وزیر اعظم نے آخر پر ایک دفعہ دوبارہ حضور انور کا شکریہ ادا کیا۔

وزیر اعظم کینیڈا اور اُن کی کابینہ کے چھ منسٹرز کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات چار بج کر 35 منٹ تک جاری رہی۔

....

پارلیمنٹ ہِل میں حضور انور کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب کا انعقاد

بعد ازاں پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پارلیمنٹ ہِل سے ہوٹل Fairmont Chatfau Laurier تشریف لے آئے۔ یہ ہوٹل پارلیمنٹ سے پانچ منٹ کی مسافت پر ہے۔ پروگرام کے مطابق یہاں کچھ وقت کے لئے عارضی قیام تھا۔ بعد ازاں دوبارہ پارلیمنٹ ہِل کے لئے روانگی تھی۔ جہاں "Sir John A MacDonald Hall" میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں ایک تقریب (Reception) کا اہتمام کیا گیا تھا۔

پروگرام کے مطابق ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پارلیمنٹ ہِل کے لئے روانہ ہوئے اور چھ بج کر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی "Sir John A MacDonald Hall" میں تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور کی آمد سے قبل آج کی اس اہم تقریب میں شامل ہونے والے تمام مہمان اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔

آج کی اس تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں میں حکومت کینیڈا کے چھ منسٹرز، 57 نیشنل ممبران پارلیمنٹ، درج ذیل 11 ممالک کے ایمبیسڈرز:

جرمنی، جمیکا، انڈیا، پیرو، سری لنکا، اسرائیل، ہالینڈ، قزاخستان، انگولا، کروشیا اور وینزویلا۔

اس کے علاوہ USA ایمبیسی کے فرسٹ سیکرٹری اور لیبیا ایمبیسی کے نمائندہ شامل ہوئے۔

صوبہ Ontario کے ایک منسٹر بھی شامل ہوئے۔

اس کے علاوہ 30 سے زائد بعض اہم شخصیات شامل ہوئیں جن میں:

Chief of Staffs for Ministers.

Director Evangelical Fellowship.

Chief Communication Officer of Canadian Red Cross.

Assistant Commissionar RCMP.

Professors and Deans and Vice President of University of Ottawa and Carlton University.

Director National Canadian Council for Muslims.

President of Progressive Muslims Canada.

ہیومن رائٹس آفس کینیڈا کے نمائندہ۔

Religious Freedoms and Inclusion.

Indo-Canadian Business Chamber.

US گورنمنٹ USCIRF آفس کے نمائندے۔

Think Tank Members.

یہ سبھی لوگ اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز "John Macdonald Hall" میں تشریف آوری کے بعد سٹیج پر تشریف لے آئے۔

....

استقبالیہ تقریب کا باقاعدہ آغاز

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم شیخ عبدالہادی صاحب نے کی اور بعد ازاں اس کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد آصف خان صاحب (سیکرٹری امورِ خارجیہ) نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا آج ہم یہاں John McDonald عمارت میں موجود ہیں جو جماعت احمدیہ کی طرف سے ہم کینیڈا کی حکومت کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ساتھ ہی پارلیمنٹ کی فرینڈشپ ایسوسی ایشن کی صدر جوڈی سگرو کا بھی جنہوں نے آج کے پروگرام کو تشکیل دیا۔ میں جماعت احمدیہ کی طرف سے تمام معزز مہمانان کرام کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جن میں منسٹرز، ممبران پارلیمنٹ، سینیٹرز، مختلف ممالک کے سفراء، مذہبی راہنما اور دیگر شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے مہمان شامل ہیں۔

سر محمد ظفر اللہ خان ایوارڈ کی تقسیم

پروگرام کے آغاز میں سر محمد ظفر اللہ خان ایوارڈ جو کہ عوام کی خدمت کرنے پر دیا جاتا ہے کی تقریب ہوگی۔ اس ایوارڈ کا اعلان گزشتہ ہفتہ جلسہ سالانہ کینیڈا کے موقع پر بھی ہوا تھا جہاں 26000 لوگ موجود تھے۔

سر ظفر اللہ خان ایوارڈ ان شخصیات کو دیا جاتا ہے جنہوں نے عوامی شعبہ جات میں اور انسانیت کے لئے غیر معمولی خدمات سر انجام دی ہوں۔ سر ظفر اللہ خان پاکستان کے بانیوں میں سے ایک تھے اور قرارداد پاکستان آپ نے قلم بند کی تھی۔ آپ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ تھے اور اقوام متحدہ میں پاکستان کی نمائندگی کا اعزاز بھی پایا۔ آپ کو 1962 میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا صدر منتخب کیا گیا۔ 1973-1970ء میں آپ بین الاقوامی کورٹ آف جسٹس عالمی عدالت ہیگ کے چیف جج کے طور پر خدمات ادا کرتے رہے۔ آپ نہ صرف دنیاوی طور پر کامیاب تھے بلکہ آپ کو مذہبی علوم میں بھی دسترس حاصل تھی۔ آپ ایک مخلص احمدی تھے اور آپ کو اس بات پر فخر تھا کہ آپ چھوٹی عمر سے ہی جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے اور بانی جماعت احمدیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اپنی زندگی میں بے شمار کامیابیوں کے باوجود آپ نے سادگی اور عاجزی کی زندگی گزاری۔ احمدیت کی ایک اور مایہ ناز شخصیت ڈاکٹر عبدالسلام نوبیل، سر ظفر اللہ خان کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ریٹائرمنٹ کے بعد سر ظفر اللہ خان نے اپنی تمام جمع پونجی خیراتی کاموں کے لئے وقف کر دی۔

پس سر محمد ظفر اللہ خان کا ایوارڈ اس لئے ایسی شخصیت کو دیا جاتا ہے جن میں اخلاص کے ساتھ معاشرے اور خدمت انسانیت کا جذبہ کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہو۔

امسال جس شخصیت کو یہ ایوارڈ دیا جا رہا ہے اس شخصیت کی تعلیمی اور انسانی حقوق کے حوالہ سے لمبی دیرینہ خدمات ہیں۔ 70 اور 80 کی دہائیوں میں ان کی سپریم

کورٹ آف اونٹاریو میں تقرری ہوئی، 1987ء میں ہائی کورٹ آف جسٹس اور 1990ء میں کورٹ آف اپیل میں تقرری ہوئی۔ 1999ء میں ان کی تقرری سپریم کورٹ آف کینیڈا میں کردی گئی۔اس سال کی انعام یافتہ یہ شخصیت 27 یونیورسٹیوں سے انعامات حاصل کرچکی ہے اوران کی انسانی حقوق کے حصول کی سرگرمیوں میں انتھک محنت جاری ہے۔ 2004ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد آپ کی تقرری اقوام متحدہ میں انسانی حقوق کے ہائی کمشنر کے طور پر ہوئی۔ ایک نڈر اور بہادر لیڈر کے طور پر آپ 2007ء سے companion of the order of Canada رہیں۔ نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ سال 2016ء کا سرظفر اللہ خان ایوارڈ آنریبل لوئی آربر (Hon. Louis Arbour) کو پیش کیا جاتا ہے۔

بعدازاں حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترمہ لوئی آربر صاحبہ کو یہ ایوارڈ عطا فرمایا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال 2016ء کا سرظفر اللہ خان ایوارڈ آنریبل لوئی آربر (Hon. Louis Arbour) کو عطا فرمایا۔

آنریبل لوئی آربر کا ایڈریس

اس کے بعد آنریبل لوئی آربر نے اپنے ایڈریس میں کہا: عزّت مآب خلیفۃ المسیح! مہمانانِ کرام، معزز خواتین وحضرات۔ مَیں چند الفاظ میں اس بات کا اظہار کرنا چاہتی ہوں کہ یہ ایوارڈ میرے لئے باعث عزت ہے۔ یہ ایوارڈ اس شخصیت کے نام پر ہے جو ایک عظیم فقیہ، وکیل، جج اور عظیم سفارتکار تھے۔ یہ بات میرے لئے اور بھی باعث اعزاز ہے کہ میں اس نام سے تعلق جوڑ سکوں کیونکہ سرظفر اللہ خان انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس میں چیف جج تھے اور میں اس عدالت کی ایک رکن ہوں۔ میں اس طرف بھی آپ کو توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ میرا تعارف پہلی بار جماعت احمدیہ سے اس وقت ہوا جب میں اقوام متحدہ میں انسانی حقوق کی ہائی کمشنر تھی۔ میری ملاقات جنیوا (Geneva) میں احمدیہ جماعت کے ایک وفد سے ہوئی اور اس وقت سے جماعت احمدیہ کی امن کے فروغ کے لئے ان مشکل حالات میں کوششوں سے متاثر ہوں۔ آپ کو آج کی بہت خوبصورت شام مبارک ہو۔

مختلف معزز مہمانوں کے استقبالیہ ایڈریسز

☆ اس کے بعد **منسٹر آف سائنس کرسٹی ڈنکن** نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا عزّت مآب خلیفۃ المسیح، حکومت کے ممبرز آف پارلیمنٹ، سینیٹرز، معززین، مہمانانِ کرام اور دوستو، میں آپ سب کو سلام اور خوش آمدید کہتی ہوں۔ السلام علیکم۔ میرا نام کرسٹی ڈنکن ہے۔ آج میں آپ سے مل کر بہت خوش ہوئی ہوں۔

آج یہاں خلیفۃ المسیح کے ہمراہ ہونا نہایت خوش قسمتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے پانچویں خلیفہ اور سربراہ پارلیمنٹ آئے ہیں۔ پارلیمنٹ ہِل کے تمام ممبر آج خلیفۃ المسیح کے ساتھ ان کی جماعت کی خوشی منانے اور اپنی سپورٹ دکھانے آئے ہیں۔ کینیڈا کی پہچان ملٹی کلچرلزم ہے۔ ہمارا ملک مختلف رنگوں نسلوں کے لوگوں کے سبب قائم ہے۔ میں چاہوں گی کہ آپ مجھے اپنے ذاتی خیالات کا اظہار کرنے کا موقعہ دیں۔ پچھلی مرتبہ میں جماعت احمدیہ کے ساتھ Thanksgiving کے موقعہ پر تھی۔ جو ایک ایسا وقت تھا جس میں رشتہ داروں اور عزیزوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔ یہاں کی احمدیہ مسلم جماعت کا پیغام ہے کہ وہ خلیفۃ المسیح کے دورہ پر نہایت شکرگزار ہیں۔ اور یہ کہ وہ خلیفۃ المسیح کے کینیڈا کے دورہ کا اشد انتظار کر رہے تھے۔ احمدیہ مسلم جماعت کینیڈا میں مختلف طریقوں سے انسانیت کی خدمت ادا کررہی ہے۔ چاہے وہ محترم لال خان ملک صاحب کے ساتھ مختلف منصوبے تیار کرنا ہو یا ہسپتالوں کے لئے پیسے جمع کرنا ہو یا پاکستان میں سیلاب زدگان کے لئے عطیہ اکٹھا کرنا ہو۔ ہر موقع پر احمدیہ جماعت اپنا نعرہ ’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘ کو بلند کرتی ہے۔ Fort McMurray کے حادثہ پر آپ نے ہزاروں ڈالر ان خاندانوں کو دیئے جو اس مشکل سے متاثر ہوئے تھے۔ اسی طرح آپ ہمیشہ انسانیت کی خدمت کرتے رہتے ہیں۔ کبھی ملین پاؤنڈ کھانا جمع کر کے یا کبھی مختلف خاندانوں اور پناہ گزین کی رہائش کا انتظام کرکے۔ ہم آپ کی کوششوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ مجھے یہ خوش نصیبی حاصل ہے کہ میں آپ کی محبت مہمان نوازی اور خدمتِ انسانی روزانہ اپنے دفتر سے دیکھتی ہوں۔ ایک نوجوان لڑکی جس کا نام طاہرہ شفقت ہے اور جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتی ہے، میرے دفتر میں خوب کام کرتی ہے۔ وہ لوگوں کی خدمت کے لئے اَنتھک زور لگاتی ہے۔ میں امید کرتی ہوں کہ بہت سے لوگ آپ کے ان نمونوں سے متاثر ہوکر ایسی ہی خدمت بجالائیں گے۔ ہم سب آج یہاں اکٹھے ہوئے ہیں، اور خلیفۃ المسیح کی خیریت سے واپسی کے لئے دعاگو ہیں۔ شکریہ۔

☆ بعدازاں **کمشنر ڈاکٹر جیمس زوگبی** (ان کا تعلق امریکا کے ادارہ انٹرنیشنل ریلجس فریڈم سے ہے) نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا: عزّت مآب خلیفۃ المسیح، ممبرز آف پارلیمنٹ اور معزز مہمانانِ کرام۔ خاکسار کو آج یہاں آپ سب کے ساتھ موجود ہونے کی نہایت خوشی ہے۔ میں ویسٹ کمیشن انٹرنیشنل ریلیجس فریڈم کی طرف سے آپ کو سلامتی کا پیغام دیتا ہوں۔ میرے کینیڈین دوستو! خاکسار آپ کو تہہ دل سے بتانا چاہتا ہے کہ مجھے نہایت خوشی اس بات کی ہوئی جب آپ کے وزیراعظم نے شامی پناہ گزین کو سادہ لیکن زوردار الفاظ میں خوش آمدید کہا۔ آپ کو نئے گھر میں خوش آمدید۔ اس فقرہ سے کینیڈا کی قدروں اور حکومت کی حکمتِ عملی کا خوب پتہ چلتا ہے۔ ان کے الفاظ میرے لئے ذاتی طور پر خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ میرے والد ایک سوسال قبل پناہ گزین بن کر ماؤنٹ لبنان سے سفر کرتے ہوئے شامی پاسپورٹ کے ساتھ کینیڈا میں داخل ہوئے۔ انہوں نے کوشش کی کہ وہ نیویارک امریکا میں اپنی فیملی سے آملیں۔ کیونکہ شامیوں کے لئے امریکن ویزا کی کچھ روکیں تھیں۔ میرے والد کو غیرقانونی طور پر امریکا میں کسی کاغذ کے بغیر داخل ہونا پڑا۔ دس سال بعد ان کو یہ سہولت دی گئی۔ انہوں نے 1942ء میں امریکی شہریت حاصل کرلی۔ میں نے ان کا شہری بننے کا سرٹیفکیٹ دفتر میں لگایا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ میری امریکن صدارتی appointment فریم میں لگائی ہوئی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ میں امریکن کمیشن کا ممبر ہوں۔ یہ میری ذاتی کہانی ہے۔ اس لحاظ سے کینیڈا ابھی میرا ملک ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم ہمیشہ ترقی پر ہیں۔ اس سے کینیڈا کی صلح پسندی اور لوگوں کو ہر لحاظ سے موقع اور آزادی دینا کی اقدار ثابت ہوتی ہیں۔ یہ ایسی قدریں ہیں جن کے ہم سب خواہاں ہیں۔ ہم آپ سب کے ساتھ جو کینیڈا میں رہتے ہیں ان تمام قدروں کو پسند کرتے ہیں۔

خلیفۃ المسیح! امریکن کمیشن انٹرنیشل ریلیجس فریڈم کی طرف سے میرے لئے نہایت اعزاز ہے کہ میں آج آپ کے ساتھ ہوں۔ کمیشن کی لمبی تاریخ جماعت کے ساتھ مل کر خدمت کرنے کی ہے۔ ہمیشہ سے احمدیہ جماعت کی یہ بات بہت متاثر کن ہے کہ اس بات کے باوجود کہ آپ پر بہت سے مظالم کئے جاتے ہیں، آپ پھر بھی دوسرے مظلوم لوگوں کے ساتھ بہت اچھے سلوک سے پیش آتے ہیں۔ دنیا میں برداشت کی قوت کم ہورہی ہے۔ لیکن احمدیہ جماعت پھر بھی رواداری اور انسانی قدروں پر زور دیتی چلی جارہی ہے۔

آپ کی طرح ہم یہ مانتے ہیں کہ اپنے مذہب پر امن اور آزادی کے ساتھ عمل کرنا ہر انسان کا ایک بنیادی حق ہے جس کی قدر کرنی چاہئے۔ حکومت یا حکومت کے کسی بھی فرد کو ان کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہئے۔ افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس واضح سچائی پر عمل نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح افسوس کی بات ہے کہ ایک طرف تو ہم سب مانتے ہیں کہ مذہب کی آزادی ایک بنیادی حق ہے لیکن اس بنیادی حق کو بار بار غصب کیا جاتا ہے جس میں ہم سب کا قصور ہے۔ اس لئے ہمیں عاجزی کے ساتھ لیکن چست ہوکر اس آزادی کے لئے لڑنا ہوگا۔ ہم میں سے بعض لوگوں کے حقوق غصب کئے جاتے ہیں۔ یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ بہت سارے لوگوں کو دنیا میں دھمکی دی جاتی ہے اور ہولناک اذیتیں صرف اس لئے دی جاتی ہیں کہ وہ اپنے مذہب پر عمل کررہے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت کو بھی مختلف ممالک میں مظالم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ پاکستان میں احمدیوں نے ملک کی آزادی اور ترقی کے لئے قیادت کے رنگ میں خوب کردار ادا کیا۔ اس کے باوجود اس ملک کا کانسٹی ٹیوشن اور قانون ان بنیادی باتوں سے روکتا ہے جیسا کہ وہ اپنی عبادتگاہوں کو مسجد کہیں یا نمازیوں کی طرح نماز ادا کریں یا قرآن کریم کا کوئی حصہ دوسروں کو سنائیں یا اپنے کسی بھی عقیدہ کی اشاعت کریں۔ احمدیوں کو اس بات سے بھی روکا جاتا ہے کہ وہ مساجد تعمیر کریں۔ جلسہ کریں۔ اس بات سے بھی کہ وہ اپنا ووٹ ڈالیں۔ سب سے بڑھ کر پاکستان اس بات میں بری طرح ناکام ہے کہ وہ احمدیوں اور دوسری اقلیتوں یعنی عیسائیوں، ہندوؤں اور شیعہ کے ساتھ نہایت ظالمانہ سلوک ختم کرسکے۔ لیکن احمدیوں کی مخالفت پاکستان تک ہی محدود نہیں۔ اس جماعت کو انڈونیشیا، سعودی عرب، مصر اور دنیا کے مختلف ممالک میں نہایت مشکلات کا سامنا ہے۔ اس تمام مخالفت کے باوجود جماعت حمدیہ اپنے اصولوں پر مضبوطی سے قائم ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہ اپنے پر ہونے والے مظالم کو برداشت کرتی ہے بلکہ وہ ایسی جماعت ہے کہ دوسری اقلیتیں جو ظلم کا شکار ہیں، ان کے حقوق کے لئے بھی لڑتی ہے۔

عزّت مآب خلیفۃ المسیح! میں آپ سب کو آپ کی انسانیت کی خدمت پر مبارک دیتا ہوں۔ اس بات پر بھی آپ کو مبارک ہو کہ آپ ایسی قدروں کے لئے کھڑے ہوتے ہیں جن کو اہم سمجھتے ہیں۔ ایسی قدریں کہ مرد وزن کو آزادی حاصل ہو اور وہ ایک دوسرے کی قدر اور عزت کرنے والے ہوں۔ ان لوگوں کے حقوق کی طرف متوجہ ہوں جو مظالم کا شکار ہیں۔ ان کے حقوق کی ہم حفاظت کریں کہ وہ اپنے مذہب پر جس طرح بھی چاہیں عمل کریں۔

☆ بعدازاں احمدیہ فرینڈ شپ ایسوسی ایشن کی سربراہ **آنریبل جوڈی سگرو** نے ایک پریزنٹیشن دی۔

عزّت مآب خلیفۃ المسیح! السلام علیکم۔

امیر صاحب، ممبرز آف پارلیمنٹ اور احمدیہ مسلم جماعت کے عزیز دوستو! جو ہماری فرینڈ شپ ایسوسی ایشن کے عزیز ہیں، ان تمام کو السلام علیکم۔ خلیفۃ المسیح کا یہاں ہونا ہمارے لئے نہایت عزت کا موجب ہے۔ میں یہاں آکر بے حد خوش ہوں اور یہاں پر آکر بہت اچھا لگا۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کینیڈا کی ایک لمبی تاریخ ہے جو کہ آزادی اور جمہوریت کو دوسرے ممالک تک پہنچانے پر مبنی ہے۔ یہ وہی بات ہے جیسا کہ آپ کی کمیونٹی اس اصول پر گامزن ہے۔ ’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘۔ ان باتوں کو ذہن میں رکھ کر میں خلیفۃ المسیح کے لئے ایک چھوٹا سا تحفہ لائی ہوں کہ آپ ہمارے پاس یہاں تشریف لائے۔ آپ کے اہم پیغام کا بہت شکریہ۔ آپ نے پارلیمنٹ کے افراد کی راہنمائی کی۔ مجھے نہایت خوشی ہے کہ میں آپ کو کینیڈین چارٹر فار رائٹس اینڈ فریڈم (Canadian Charter for Rights and Freedom) کا ایک فریم پیش کرنا چاہتی ہوں جس پر وزیراعظم صاحب نے دستخط کئے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ اسے بہت پسند کریں گے۔ پارلیمینٹیرین فرینڈ شپ گروپ کی طرف سے میں آپ کو یہ پیش کرنا چاہتی ہوں۔

اس کے بعد سات بجے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں اپنا خطاب فرمایا۔ جس کا ترجمہ دیا جارہا ہے۔

....

پارلیمنٹ ہِل میں حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کا خطاب

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

تمام معزز مہمانان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلامتی نازل ہو۔ سب

سے پہلے تو مَیں آپ سب کا اور خاص طور پر Judy Segro صاحبہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے یہاں آنے کی دعوت دی۔

بعد ازاں **حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** مَیں نہ کوئی سیاسی شخصیّت ہوں اور نہ ہی کسی سیاسی تنظیم کا لیڈر ہوں بلکہ جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر کا سربراہ ہوں جو کہ خالصۃً مذہبی اور روحانی جماعت ہے۔ قطع نظر اس کے کہ کس کا کیا بَیک گراؤنڈ ہے ہم سب انسانیت کے ناطے متحد ہیں۔ تمام قوموں اور تنظیموں کو انسانی اَقدار کے قیام اور دُنیا کو ان کا گہوارہ بنانے کے لئے مشترکہ کوششیں کرنی چاہئیں۔ اگر انسانی اَقدار اور انسانی حقوق کی کسی ایک ملک یا علاقہ میں پامالی ہو تو اس سے دُنیا کے دیگر حصے بھی متاثر ہوتے ہیں اور یہ مظالم پھر مزید بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر دنیا کے کسی ایک ملک یا ایک علاقہ میں انسانی اقدار قائم ہوں، اچھائی اور خوشحالی ہو تو اس کا مثبت اثر دنیا کے دیگر علاقوں اور لوگوں پر بھی پڑے گا۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اب تو نت نئے ذرائع مواصلات اور نقل وحمل کے ذرائع کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کے بہت قریب آچکے ہیں اور جغرافیائی حدود کے پابند نہیں رہے۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ ایک دوسرے سے اس قدر منسلک ہونے کے باوجود ہم روز بروز ایک دوسرے سے دور ہو رہے ہیں۔ یہ انتہائی افسوسناک اَمر ہے اور دکھ کا باعث ہے کہ متحد ہونے اور بنی نوع انسان میں محبت پھیلانے کی بجائے دنیا نے نفرت، ظلم اور ناانصافی پھیلانے میں بہت زیادہ کردار ادا کیا ہے۔ لوگ اپنی ناکامیوں کی ذمہ داری خود لینے کو تیار نہیں ہیں، ہر شخص دوسرے کو موردِ الزام ٹھہرا رہا ہے اور اپنے سوا ہر ایک کو دنیا کے اختلافات اور لڑائیوں کا باعث سمجھتا ہے۔ ہم اس وقت انتہائی غیر یقینی صورتحال سے گزر رہے ہیں اور کوئی بھی حقیقی طور پر اندازہ نہیں لگا سکتا کہ ہمارے اِن اعمال کے عارضی اور دُوررَس نتائج کیا ہوں گے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اس وقت جبکہ دنیا بھر میں اسلام کا خوف بڑھ رہا ہے، میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اسلام ویسا نہیں ہے جیسا آپ میڈیا میں سنتے یا دیکھتے ہیں۔ جتنا مجھے اسلام کا علم ہے وہ تو یہی ہے کہ اسلام کی تعلیمات اس کے نام کے موافق ہیں۔ اسلام کے لفظ کا مطلب ہی امن، محبت اور ہم آہنگی ہے اور اس کی تمام تعلیمات انہی اعلیٰ اقدار کے گرد گھومتی ہیں۔ تاہم اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ بعض مسلمان گروہ ایسے ہیں جن کے اعتقادات اور اعمال بدقسمتی سے اس سے کلیۃً متضاد ہیں، جو اسلام کی بنیادی تعلیمات کے برخلاف اسلام کے نام پر ہولناک مظالم اور دہشتگردی کر رہے ہیں۔ پس ان باتوں کے پیش نظر مَیں آپ کے سامنے اسلام کی سچی اور پُرامن تعلیم پیش کروں گا۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: یہ جگہ جہاں آپ نے مجھے بڑی جرأت سے بُلایا ہے یہ کوئی مذہبی جگہ نہیں اور ہوسکتا ہے کہ اکثر آپ میں سے مذہب میں ذاتی دلچسپی نہ رکھتے ہوں۔ لیکن بطور قانون ساز آپ کو بعض اوقات ایسے معاملات پیش آتے ہوں گے جن کا اثر مذہبی لوگوں پر ہوتا ہے۔ اس تناظر میں اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم سورۃ البقرہ آیت 257 میں واضح فرماتا ہے کہ ’دین میں کوئی جبر نہیں‘۔ کیا ہی واضح اور جامع تعلیم ہے جو اپنے اندر آزادیٔ ضمیر، آزادیٔ مذہب اور آزادیٔ فکر لئے ہوئے ہے۔ پس میرا ایمان ہے اور یہی میری تعلیم ہے کہ ہر انسان کو چاہے وہ کسی بھی ملک، شہر، قصبے یا گاؤں سے تعلق رکھتا ہو مذہب اختیار کرنے اور اس پر عمل کرنے کا بنیادی حق حاصل ہے۔ اور پھر ہر فرد کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ پُرامن طریق پر اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکے۔ بنیادی انسانی حقوق میں اس آزادی کی بھی ضمانت ہونی چاہئے۔ اور قانون ساز اسمبلیوں اور حکومتوں کو چاہئے کہ وہ غیر ضروری طور پر ان معاملات میں دخل اندازی نہ کریں ورنہ احتمال ہے کہ ان کی مداخلت کو اشتعال انگیزی کا باعث گردانا جائے اور اس سے مایوسی اور بے سکونی پیدا ہو۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آجکل ہم دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح مسلمان حکومتیں اس طرح کے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کر رہی ہیں اور ان ممالک میں عدم استحکام اور اختلافات کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے۔ اس سے صرف انتہاپسند مذہبی رہنماؤں اور دہشتگردوں کو فائدہ ہو رہا ہے، جو لوگوں کی مایوسی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بربریت، فساد اور احمقانہ جھگڑوں کو ہوا دے رہے ہیں۔ تاہم یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ مغربی حکومتیں جو حقیقی جمہوریت کے دعویدار ہیں، بالکل معصوم اور بے قصور ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ مغرب میں بعض اوقات ایسے قوانین اور اصول وضع کئے جاتے ہیں جو کہ عالمی مذہبی آزادی اور برداشت کے علمبردار ہونے کے مغربی دعووں کے منافی ہیں۔ بعض اوقات ایسے قوانین بنائے جاتے ہیں جو اس نقطۂ نظر کے مخالف ہیں کہ مغربی دنیا میں ہر شخص آزاد ہے کہ وہ جو چاہے ایمان رکھے اور اپنے مذہب کے مطابق امن کے ساتھ رہ سکے۔ یہ دانشمندانہ قدم نہیں ہے کہ حکومتیں اور اسمبلیاں لوگوں کے بنیادی مذہبی عقائد اور اطوار پر پابندی لگائیں۔ جیسا کہ حکومتوں کو اس سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہئے کہ خواتین کیا لباس پہنتی ہیں۔ انہیں ایسے قانون وضع نہیں کرنے چاہئیں کہ مذہبی عبادتگاہ کیسی نظر آنی چاہئے۔ اگر وہ اپنی طاقت کا غلط استعمال کریں گے تو اس سے معاشرہ میں زیادہ بے چینی اور مایوسی پھیلے گی اور اگر ان امور کی طرف توجہ نہ کی گئی تو یہ بڑھتے چلے جائیں گے اور معاشرہ کے امن کو نقصان پہنچائیں گے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: مَیں ہرگز یہ نہیں کہتا کہ انتہا پسند طبقہ کو برداشت کرنا چاہئے یا انہیں اپنے خیالات اور عقائد کی پیروی کی اجازت دے دینی چاہئے۔ جہاں بھی اور جب بھی کوئی شخص اپنے مذہب کو بنیاد بنا کر ظلم کرے، ناانصافی کرے، دوسروں کی حق تلفی کرے یا ریاست کے خلاف کام کرے یا کسی بھی طور سے ملکی سالمیت کو متاثر کرے تو یقیناً یہ حکومت اور حکام کی ذمہ داری ہے کہ وہ تمام ایسی منفی سرگرمیوں کو سختی سے روکے۔ ایسے حالات میں حکومت اور ممبرانِ اسمبلی اور دیگر متعلقہ حکام کے لئے یہ بالکل جائز ہے کہ ایسے لوگوں کی بیخ کنی کرے اور ملکی قانون کے مطابق ان کو سزائیں دے۔ تاہم میری نظر میں یہ بات غلط ہے کہ ایسے مذہبی عقائد اور اطوار جن پر پُرامن رہتے ہوئے عمل کیا جارہا ہے، ان میں غیر ضروری طور پر ریاست مداخلت کرے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اسلام جسے ہم جانتے ہیں اور جس پر ہم ایمان لاتے ہیں، وہ تو ہمیں سکھاتا ہے کہ بطور مسلمان وطن سے محبت کرنا تمہارے ایمان کا ایک لازمی جزو ہے۔ اسلام کے مطابق کسی کا ملک وہ جگہ ہے جہاں وہ رہتا ہے اور جہاں سے وہ فوائد حاصل کرتا ہے اور جب ایسی تعلیم مسلمانوں کے دل و دماغ میں راسخ ہوگی تو اس کے لئے ناممکن ہوگا کہ وہ اپنے ملک کے لئے بُرا سوچے یا اپنے ملک کے نقصان کا خواہاں ہو۔

اسلام کے مطابق نہ صرف ملکی قانون ایسے لوگوں کو سزا دے گا جو اپنے ملک کے خلاف قدم اٹھاتا ہے بلکہ ایسے لوگ یقینی طور پر خدا کے حضور بھی جواب دِہ ہیں اور خدا تعالیٰ ان سے ان کے بداعمال اور غداری کا محاسبہ کرے گا۔ چنانچہ ایک حقیقی مسلمان سے ڈرنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی کسی حکومت کو ضرورت ہے کہ وہ معمولی مذہبی امور اور طریقوں کے خلاف قوانین بنائے جن سے افرادِ معاشرہ یا ریاست کو کوئی نقصان اور خطرہ نہیں۔ ایسے معاملات پر قانون سازی کرنے کو یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ غیر ضروری مداخلت ہے اور اس آزادی کو پامال کرنا ہے جس کی پاسداری کا مغرب بڑے فخر سے دعویٰ کرتا ہے۔ یعنی یہ کہ ہر فرد کو اپنی ذات میں مکمل آزادی اور خودمختاری کا پورا حق ہے۔ ایسی غیر منصفانہ مداخلت بلاشبہ کوئی مثبت نتیجہ ظاہر نہیں کرسکتی۔ اس سے صرف بے چینی، بے سکونی اور بداعتمادی بڑھے گی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: یہ حکومت اور ممبرانِ اسمبلی کا کام ہے کہ اپنی قوموں کے محافظ کے طور پر وہ اپنے شہریوں کے حقوق پامال کرنے کی بجائے ایسے طریق پر قانون سازی کریں جس سے ان کے شہریوں کے حقوق قائم ہوں۔ اس پر فوری عمل درآمد ہونا چاہئے تاکہ تمام لوگوں کے حقوق ہمہ وقت قائم رکھے جاسکیں خواہ وہ مسلمان ہوں، عیسائی ہوں، ہندو ہوں، سکھ ہوں یا اور کسی مذہب کے ہوں یا لا مذہب ہوں۔ جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ یہ بڑی دکھ کی بات ہے کہ مسلمان ملکوں اور بعض غیر مسلم ترقی یافتہ ممالک میں بھی بعض ایسی پالیسیاں بنادی گئی ہیں جو کہ آزادی کے بنیادی اصولوں کی جڑ کاٹنے والی ہیں جس سے عوام کے مختلف طبقات میں بے چینی پیدا ہورہی ہے۔ اس لئے بڑی طاقتوں کو چاہئے کہ وہ دکھاوے کی بجائے بڑی تصویر کو سامنے رکھیں اور دیکھیں کہ کس طرح وہ اپنے ملکوں میں امن قائم کرسکتے ہیں۔ انہیں چاہئے وہ اِس بات کو یقینی بنائیں کہ ان کا ملک اور باقی دنیا متحد ہوجائے اور ہمیشہ خوشحالی کی طرف گامزن رہے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: لیکن بدقسمتی کی بات ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ مستقبل کے بارے میں سوچیں، لگتا ہے اکثر حکمران اور حکومتیں اقتدار حاصل کرنے کی دوڑ اور دوسروں پر اپنی فوقیت ثابت کرنے کی جنگ میں لگی ہوئی ہیں۔ نتیجتاً اقتدار اور برتری کی اس ہوس کی وجہ سے وہ بڑھ چڑھ کر اپنے شہریوں کے ذاتی اور مذہبی معاملات میں دخل اندازی کر رہی ہیں۔ ایسی پالیسیاں غیر ضروری ہیں اور دنیا کو مزید عدم استحکام کی طرف لے کر جانے والی ہیں۔ خاص طور پر اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ہم پہلے ہی بہت سی مشکلات اور مسائل کا سامنا کر رہے ہیں جو کہ معاشرے کے امن کے لئے خطرہ بنے ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر کہا جاتا ہے کہ ماحولیات میں تبدیلی بھی انسانی آبادی کے لئے بہت بڑا خطرہ ہے۔ پھر اقتصادی لحاظ سے بھی دنیا غیر یقینی کی صورت حال سے دوچار ہے۔ پھر دنیا کے اکثر حصوں میں عدم تحفظ اور بدامنی کا بھی مسئلہ بنا ہوا ہے۔ یہ تمام مسائل غیر منصفانہ حکمت عملی، عدم مساوات اور عدم توازن کا نتیجہ ہیں۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: اگر ہم ماحولیاتی تبدیلی کو ہی لے لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ گلوبل وارمنگ کی ایک بڑی وجہ مغرب میں آنے والا صنعتی انقلاب اور کثرت کے ساتھ جنگلات کا کاٹا جانا ہے۔ اب جبکہ یہ ممالک ترقی یافتہ بن چکے ہیں تو کاربن میں کمی اور دوسری صنعتی پابندیوں کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ تاہم ایسے قواعد وضوابط چائنا اور ہندوستان جیسی ابھرتی ہوئی طاقتوں کی ترقی کو سست کریں گے اور ان میں رکاوٹ پیدا کریں گے۔ اس لئے یہ ابھرتی ہوئی طاقتیں ان پابندیوں کو غیر منصفانہ اور منافقانہ تصور کرتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ یہ بڑی طاقتوں کی طرف سے ان کی ترقی کو روکنے اور ان کی طرف سے ورلڈ آرڈر کو چیلنج کرنے کے خلاف ایک قدم ہے۔ اس لئے ماحولیاتی تبدیلی کا مسئلہ صرف ماحولیات تک محدود نہیں بلکہ یہ دنیا کی بدامنی میں ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے اور قوموں کے درمیان تناؤ بھی پیدا کر رہا ہے۔ اسی طرح عالمی اقتصادی مسائل کے تناظر میں اب ماہرین یہ بات ماننے پر مجبور ہوگئے ہیں کہ مختلف حکومتوں کی غیر دانشمندانہ پالیسیاں اور اقتصادی غیر یقینی صورتحال اب اس موڑ پر آچکی ہے جہاں یہ امن عالم کو بھی خطرہ میں ڈال رہی ہے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: ان وجوہات کے علاوہ اور بھی بہت سے عوامل ہیں جو دنیا کے امن پر اثر انداز ہو رہے ہیں اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان کا تانا بانا خودغرضی اور غیر منصفانہ پالیسیوں سے جا کر ملتا ہے جو مختلف ممالک نے نافذ کی ہوئی ہیں۔ بہرحال ان خطرات کے پیش نظر دنیا ایک بڑی تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اس عدم استحکام کی وجہ سے حکومتوں اور عوام دونوں کی پریشانی اور خوف میں مسلسل اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: پس بہت سے تکلیف دہ مسائل ہیں اور دنیا کو سمجھ نہیں آرہی کہ کس مسئلہ کو سب سے پہلے لیا جائے۔ کیا وہ گلوبل وارمنگ اور ماحولیاتی تبدیلیوں پر پہلے توجہ دیں یا معاشی مسائل پر بات کریں یا پھر دہشتگردی، انتہاپسندی سے جنگ کو سب سے اوپر رکھیں۔ یا پھر وہ حال ہی میں شام میں پیدا ہونے والے حالات کو دیکھیں جہاں روس اور امریکہ کھلم کھلا ایک دوسرے کے خلاف باتیں کر رہے ہیں؟ یا پھر بالکل حال ہی میں یمن اور امریکہ میں ہونے والے تنازعہ کو لیں؟

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے فرمایا: میرے نزدیک ہمارے سامنے اس وقت سب سے نازک اور ضروری مسئلہ دنیا میں امن کا فقدان ہے اور انتہائی افسوس کی بات ہے کہ مسلمان ممالک اس فساد اور عدم استحکام کا مرکز بنے ہوئے ہیں حالانکہ ان کے مذہب نے انہیں امن کے قیام کے لئے نہایت اعلیٰ تعلیمات دی ہیں۔ مثال کے طور پر قرآن کریم کی سورۃ المومنون کی آیت 9 میں اللہ تعالیٰ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (حقیقی مؤمن وہ ہیں) جو کہ اپنی امانتوں اور عہدوں کا خیال رکھتے ہیں۔ حکومتوں کی چابیاں حکمرانوں کے سپرد کرنا ایک بہت بڑی امانت ہے۔ ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ ملکوں کے یہ حکمران وفاداری اور کامل انصاف کے ساتھ اپنی قوم کی خدمت کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اکثر معاملات میں بڑے بڑے وعدے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں اور ان پر عملدرآمد نہیں کیا جاتا۔ اس لئے اگر قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کیا جاتا تو حکومتوں اور عوام الناس کے مابین کسی قسم کے اختلافات اور تنازعات نظر نہ آتے۔

نیز اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورۃ المائدہ کی آیت نمبر 9 میں فرماتا ہے کہ اگر ایک قوم یا فرد کی دوسری قوم یا فرد سے دشمنی ہو تب بھی عدل وانصاف کا سلوک کرنا چاہیے خواہ کیسے ہی حالات ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ یہی چاہتا ہے۔ جبکہ آج کل ہم معاشرے کے ہر طبقہ میں لوگوں اور حکومتوں کے درمیان عدل وانصاف کی بجائے معاشرتی بے انصافی اور حق تلفی ہی دیکھ رہے ہیں۔ اس طرح کی عدم مساوات براہِ راست دنیا کے امن وامان پر اثر انداز ہو رہی ہے۔

پھر قرآن کریم کی سورۃ الحجرات کی آیت 10 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کسی قوم یا اقوام کا ایک دوسرے کے ساتھ تنازعہ ہو تو ہمسایہ اور دوست اقوام کو ان میں صلح کروانی چاہیے۔ اگر بات چیت کے ذریعے سے امن قائم

نہ ہو سکے تو تمام اقوام کو ظلم کرنے والی قوم کے خلاف متحد ہو کر اسے روکنا چاہیے۔ تب اگر ظالم قوم انصاف پر قائم ہو جائے تو پھر اس پر بیجا پابندیاں نہیں لگانی چاہئیں اور نہ ہی اس کی ہتک کی جانی چاہئے بلکہ اس اچھائی کی وجہ سے ایسی قوم کو آگے بڑھنے کا موقع دیا جانا چاہئے تا دیر پا امن کا قیام ممکن ہو سکے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر ہم مسلم ممالک کے درمیان موجودہ تنازعہ کا جائزہ لیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ظالم کے خلاف متحد ہونے والے اصول کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ اگر ہمسایہ ممالک اپنے ذاتی مفادات کو پس پشت ڈال کر اور غیر جانبداری کے ساتھ بیچ میں پڑتے تو بہت عرصہ پہلے ہی یہ مسائل حل ہو چکے ہوتے۔ تاہم موجودہ بدامنی کی وجہ صرف اسلامی ممالک ہی نہیں ہیں بلکہ ہمارے اس گلوبل ویلیج میں رہنے والے دوسرے ممالک کا بھی اس بدامنی میں اہم کردار ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر دنیا کی بڑی طاقتوں نے ہر دور میں انصاف سے کام لیا ہوتا تو آج ہمیں ان فسادات کا سامنا نہ کرنا پڑتا، نہ داعش اور نہ ہی شام اور ایران کے شدّت پسند گروپ ظاہر ہوتے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ دنیا کی بعض بڑی طاقتوں نے امن کے قیام کے لئے اپنا کردار ادا نہیں کیا بلکہ ایسی حکمت عملیاں اختیار کیں جن میں ان کا اپنا مفاد شامل تھا۔

مثال کے طور پر بعض مغربی ممالک کی نظر ہمیشہ عرب ممالک میں پائے جانے والے تیل کے ذخائر پر رہی ہے اور یہ بات بڑے لمبے عرصہ تک ان کی پالیسیوں پر اثر انداز رہی ہے۔ جس کے نتیجہ میں ان ممالک نے ممکنہ نتائج کو نظر انداز کرتے ہوئے بڑی تعداد میں عرب ممالک کو اسلحہ فروخت کیا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں جو بھی کہہ رہا ہوں یہ کوئی نئی اور ڈھکی چھپی بات نہیں بلکہ یہ دستاویزاتی طور پر موجود حقائق ہیں۔ مثلاً 2015ء میں ایمنسٹی انٹرنیشنل کی جانب سے شائع کی جانے والی رپورٹ کے مطابق دہائیوں کی اسلحہ کی بے خوف وخطر تجارت نے داعش کی انتہاپسند کارروائیوں کو جنم دیا ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق اکثر اسلحہ جو کہ داعش استعمال کر رہی ہے روس اور امریکہ میں استعمال ہوتا تھا۔ مزید برآں Arms Control at Amnesty کے ایک محقق Mr Patrick Wilcken نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ نت نیا اور مختلف قسم کا اسلحہ جو کہ داعش کے استعمال میں ہے ایک واضح مثال ہے کہ اسلحہ کی غیر محتاط تجارت کس طرح بڑے پیمانے پر مظالم کا باعث بنتی ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یقیناً یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مسلمان ممالک کے پاس ایسے جدید ہتھیار بنانے والی اسلحہ کی اعلیٰ فیکٹریاں نہیں ہیں جو مشرقِ وسطیٰ میں استعمال ہو رہے ہیں۔ چنانچہ مسلمان دنیا میں جو جنگی ساز وسامان استعمال کیا جا رہا ہے اس کا ایک بڑا حصہ باہر سے برآمد کیا جا رہا ہے۔ اگر بڑی طاقتیں اسلحہ کی خرید وفروخت بند کر دیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ جنگ میں شامل حکومتوں، باغیوں اور دہشتگردوں کی اسلحہ کی سپلائی لائن کاٹ دی گئی ہے تو اس قسم کے تصادم کو فی الفور ختم کیا جا سکتا ہے۔

مثال کے طور پر ہر ایک جانتا ہے کہ سعودی عرب یمن کے خلاف جنگ میں مغرب سے خریدا ہوا اسلحہ استعمال کر رہا ہے جس سے عورتوں اور بچوں سمیت ہزاروں معصوم شہری مارے جا رہے ہیں اور بے انتہا تباہی آرہی ہے۔ بالآخر ہتھیاروں کی اس قسم کی تجارت کا کیا نتیجہ ہوگا؟ یمن کے لوگ جن کی زندگیاں اور مستقبل تباہ کئے جا رہے ہیں وہ نہ صرف نفرت لئے ہوں گے اور سعودی عرب سے بدلہ لیں گے بلکہ وہ سعودی عرب کو ہتھیار مہیا کرنے والوں کے خلاف اور بالعموم مغرب کے خلاف بھی متنفر ہو جائیں گے۔ ان کی نوجوان نسل کے پاس مستقبل کی کوئی امید نہ ہوگی اور اتنے گھناؤنے مظالم کو دیکھتے ہوئے یہ نوجوان شدّت پسندی کی طرف مائل ہو جائیں گے اور اس طرح دہشتگردی اور شدت پسندی کا ایک نیا خوفناک دور شروع ہو جائے گا۔ ان تباہ کن اور گھناؤنے نتائج کے سامنے چند کروڑ ڈالرز کی کیا حیثیت ہے؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہ نہ صرف آج مسلمان ممالک کے لئے خطرہ ہے جو کہ اس وقت دنیا کے فسادات کا مرکز بنے ہوئے ہیں بلکہ اس کا دائرہ کار اس سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔ جیسا کہ ہم پیرس، برسلز اور امریکہ میں ہونے والے حالیہ دہشتگردی کے حملے دیکھ چکے ہیں۔ اسی طرح کینیڈا میں بھی گزشتہ دو سالوں میں چھوٹے پیمانے پر دہشتگردی کے واقعات سامنے آئے ہیں جس سے آپ سب بخوبی آگاہ ہوں گے۔ بے شک کینیڈا عرب ممالک سے ہزاروں میل دور واقع ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں پتہ ہے کہ مسلمان نوجوان یہاں سے دہشتگرد گروپوں میں شامل ہونے کے لئے شام اور عراق جا پہنچے ہیں۔ سب سے بڑھ کر خطرہ کی بات یہ ہے کہ کینیڈا حکومت کے اپنے اعداد وشمار کے مطابق شام اور عراق جانے والوں میں سے بیس فیصد عورتیں ہیں، جس کا مطلب ہے کہ یہ عورتیں نہ صرف خود انتہا پسندی کا شکار ہوئی ہیں بلکہ وہ اپنے بچوں کے ذہنوں کو بھی زہر آلود کر دیں گی۔ اس دہشتگردی اور انتہا پسندی سے نپٹنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اس کی وجوہات اور علامات کا جائزہ لیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مغرب میں رہنے والے مسلمانوں میں سے اکثر کو حقیقی اسلام کا علم ہی نہیں ہے یا اسلامی تعلیمات کی بنیادی سمجھ بوجھ ہی نہیں ہے۔ پس ان کی یہ انتہا پسندی کسی عقیدہ یا نظریہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کی محرومیوں کی وجہ سے ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرے خیال میں آن لائن radicalisation یا مساجد میں نفرت آمیز تعلیم دینے یا شدّت پسندانہ لٹریچر کی تقسیم کے علاوہ مغرب میں رہنے والے نوجوان مسلمانوں کی شدّت پسندی اختیار کرنے کی ایک بڑی وجہ معاشی بحران بھی ہے اور کئی شائع شدہ رپورٹوں نے اس بات کی توثیق کی ہے۔ مسلمان نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد ایسی ہے جنہوں نے ڈگریاں تو لے لی ہیں لیکن اپنی اس تعلیم کے باوجود ان کو موزوں نوکریاں نہیں ملیں جس کی وجہ سے وہ بالکل الگ تھلگ ہو کر رہ گئے ہیں۔ چنانچہ ان معاشی مشکلات کی وجہ سے وہ شدّت پسند مولویوں اور دہشتگرد بھرتی کرنے والوں کا آسان شکار بن گئے۔ اس لئے اگر نوجوانوں کے لئے بہتری کے مواقع پیدا کئے جائیں اور انہیں ملازمتیں مل جائیں تو یہ ملک کو پر امن اور محفوظ بنانے کا ذریعہ بن جائیں گے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر عالمی سطح پر صرف بڑی طاقتوں اور اقوامِ متحدہ جیسے عالمی اداروں نے ہر حال میں اپنے بنیادی اصولوں پر حقیقی طور پر عمل کیا ہوتا تو ہم دنیا کے اکثر حصوں میں دہشتگردی کا مہلک مرض نہ دیکھتے اور نہ ہی دنیا کے امن اور تحفظ کو مسلسل برباد کیا جا رہا ہوتا۔ اور ہم پناہ گزینوں کا یہ سنگین مسئلہ نہ دیکھتے جس نے یورپ اور دیگر ترقی یافتہ ممالک کے لوگوں میں خوف وہراس پھیلایا ہوا ہے۔ لاکھوں معصوم لوگ بھاگ کر یورپ آپہنچے ہیں۔ ان میں سے ہزاروں لوگ یہاں کینیڈا میں بھی اُن دہشتگردوں سے بچ کر آئے ہیں جنہوں نے اُن کے ملکوں کو زہر آلود کر دیا ہے۔ گو کہ ان پناہ گزینوں میں زیادہ تر شریف لوگ ہی ہیں لیکن جیسا کہ ہم نے حال ہی میں یورپ اور کچھ حد تک یہاں شمالی امریکہ میں بھی دیکھا ہے کہ ایک دو منفی واقعات بھی ان ملکوں میں خوف وہراس پھیلانے کے لئے کافی تھے۔ پس ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ دنیا میں کس قدر بے یقینی کی حالت ہے اور کس طرح نفرت اور بے چینی دنیا کے اکثر حصوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ مَیں پھر سے کہوں گا کہ اس کی بنیادی وجہ عدل وانصاف کا نہ ہونا ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس عدل وانصاف کی کمی کی وجہ سے عالمی معاشی بحران بھی پیدا ہو گیا ہے اور گزشتہ چند سالوں میں امیر اور غریب کے درمیان فرق بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ مَیں تو کہتا ہوں کہ ترقی یافتہ اور امیر قوموں نے بے شک غریب ممالک میں سرمایہ کاری کی ہے لیکن انہوں نے ان ملکوں کی ترقی کے نام پر ذاتی مفادات کو ترجیح دی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کو چاہئے تھا کہ وہ لالچ اور غریب ممالک کے حقوق کے استحصال کی بجائے ان کے حقوق کی حفاظت کرتے اور ان کی ترقی کے لئے کوشش کرتے۔ انہیں غریب ممالک کے لوگوں کی خلوصِ دل کے ساتھ مدد کرنی چاہئے تھی تا کہ وہ عزت اور وقار کے ساتھ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے۔ لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرآن کریم کی سورۃ طٰہٰ کی آیت 132 میں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ تم دوسروں کے مال ومتاع کی طرف اپنی لالچ سے بھری ہوئی نظروں سے نہ دیکھو۔ اگر ساری دنیا صرف اسی ایک اصول پر کاربند ہو جاتی تو دنیا کا معاشی نظام عدل و انصاف پر قائم ہو جاتا۔ منافع مساوی طور پر تقسیم ہوتا اور یہ قومیں بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ دولت کا معاوضہ حاصل کرنے والی بن جاتیں اور ہم دیکھتے کہ حریص بن کر ہر قیمت پر دولت اور طاقت حاصل کرنے کی بجائے عالمی تجارت کے پیچھے انسانی حقوق ادا کرنے کی لگن ہوتی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس بے انصافی کی ایک مثال ہمیں دنیا کی سیاست میں بھی ملتی ہے۔ بعض ملکوں میں تو آمریت اور غیر منصفانہ حکومتیں قائم ہیں۔ لیکن بڑی طاقتیں ان کے ظلم و بربریت سے بالکل لاتعلق بنی ہوئی ہیں کیونکہ یہ حکومتیں ان کا ساتھ دے رہی ہیں اور ان کے مفادات حاصل کرنے میں ان کی مددگار ثابت ہو رہی ہیں۔ لیکن دوسری طرف ایسے ممالک جن کے لیڈرز ان بڑی طاقتوں کے سامنے سر نہیں جھکاتے تو وہاں باغیوں کی بڑی خوشی سے مدد کی جاتی ہے یہاں تک کہ ان حکومتوں کی تبدیلی کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ ساری حکومتیں اپنے لوگوں کے ساتھ ایک جیسا ہی سلوک کر رہی ہیں۔ لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ ان میں سے بعض حکومتیں بڑی طاقتوں کے ساتھ تعاون کر رہی ہیں جبکہ بعض نہیں کر رہیں۔ مؤخرالذکر میں عراق اور لیبیا آتے ہیں جن کی حکومتیں مغربی پالیسی کے نتیجہ میں ختم کر دی گئیں۔ اسی طرح گزشتہ چند سالوں میں سیریا میں بھی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: وقت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ کینیڈا کا عراق کی جنگ میں حصہ نہ لینے کا فیصلہ درست تھا اور میں کینیڈا کی حکومت کے اس فیصلہ سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ جب تک اس تنازعہ کے خاص حالات اور اس کو حل کرنے کے لئے ذرائع واضح نہیں ہو جاتے اس وقت تک سیریا میں فضائی حملوں کو بند کر دینا چاہئے۔ بڑے پیمانہ پر اقوامِ متحدہ کو بھی سیاست، ناانصافی اور یکطرفہ جانبداری سے لاتعلق ہو کر دنیا میں امن کے قیام کے لئے کردار ادا کرنا چاہئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مجھے امید ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اقوامِ متحدہ اور دنیا کی دوسری قوموں کو اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دے تا کہ حقیقی اور دیر پا امن کا قیام ہو سکے۔ اس کے علاوہ تو کوئی راستہ نہیں ہے۔ کیونکہ اگر یہی حالات جاری رہے تو دنیا تو پہلے ہی ایک جنگِ عظیم کی صورت میں ہونے والی بڑی تباہی کی طرف تیزی سے گامزن ہے۔

اللہ تعالیٰ اس دنیا کے حکمرانوں اور پالیسی سازوں کو حکمت عطا فرمائے تا کہ ہم اپنے بچوں اور آنے والی نسلوں کے لئے اپنے پیچھے ایک ایسی دنیا چھوڑ کر جائیں جو امن اور خوشحالی کی دنیا ہو، نہ کہ تباہ شدہ اقتصادی نظام اور معذور بچے۔

آخر پر مَیں ایک مرتبہ پھر یہاں دعوت دینے پر آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ سب کا بہت بہت شکریہ۔

....

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب سات بج کر 37 منٹ تک جاری رہا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب جونہی ختم ہوا۔ ہال میں موجود تمام مہمانوں نے کھڑے ہو کر تالیاں بجائیں۔

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

اس کے بعد ڈنر کا پروگرام ہوا۔ تمام مہمانوں نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں کھانا کھایا۔

کھانے کے پروگرام کے بعد تمام مہمان باری باری حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملے۔ شرف مصافحہ حاصل کیا اور حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان مہمانوں سے گفتگو فرمائی۔ ان مہمانوں نے حضورانور کے ساتھ تصویر بنوانے کا بھی شرف پایا۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ رات نو بجے تک جاری رہا۔

بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں سے روانہ ہو کر مسجد بیت النصیر تشریف لے آئے اور نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

....

پارلیمنٹ ہِل میں حضورانور کے خطاب کے بعد مہمانوں کے تأثرات

آج پارلیمنٹ ہِل میں حضور انور کے خطاب نے مہمانوں پر گہرا اثر چھوڑا۔ حضور کا خطاب مہمانوں کے دلوں تک پہنچا اور بہت سے مہمان اپنے خیالات اور دلی جذبات کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے۔

۞ ممبر پارلیمنٹ کارلا کالٹروف (Carla Qualtrough) نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: تقریر نہایت اہمیت کی حامل اور موثر تھی۔ ہمیں اس طرح کی اور مجالس کی ضرورت ہے تا کہ امن وامان میں اضافہ ہو۔ میرے علاقہ میں احمدیہ جماعت یہ کام کر رہی ہے اور اس سے بہت فرق پڑا ہے۔

۞ ممبر پارلیمنٹ نکولا ڈی اوریو (Nicola Di Iorio) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: حضور کی شخصیت باکمال تھی اور الفاظ نہایت مؤثر کن۔ آپ کی تقریر نہایت شاندار تھی جس میں تمام دنیاوی مسائل کو

اختصار کے ساتھ پیش کیا۔ آپ نے مذہب کے پس منظر میں دنیا کے مسائل پر روشنی بھی ڈالی۔ جماعت احمدیہ ایک زبردست جماعت ہے اور مذہبی تنظیموں کے لئے ایک مثال ہے۔ حضور اقدس نے ہمیں اس طرف بھی متوجہ کیا کہ ہمیں مذہبی معاملات میں برداشت ہونی چاہئے اور یہ کہ جارحیت کا نتیجہ مزید جارحیت ہوتی ہے۔ ہم ایک بڑی تبدیلی لا سکتے ہیں اگر ہم سب اس ایک وصف کو اختیار کریں یعنی برداشت۔ مَیں حیران ہوں، کیونکہ میرا خیال تھا کہ حضور چند الفاظ شکر گزاری کے ادا کر کے بیٹھ جائیں گے لیکن جو تقریر آپ نے بیان فرمائی شاید ہی میں نے اس سے بہتر کوئی تقریر سنی ہو۔ انہوں نے ان تمام مسائل پر جن کا سامنا تمام دنیا کو ہے، روشنی ڈالی جیسے کہ آب و ہوا میں تبدیلی، اقتصادی مسائل، خانہ جنگی اور آپ نے بیان کیا کہ اس کی بنیادی وجہ نا انصافی ہے۔ آپ نے آج کل کے مسائل کے حل بھی بیان فرمائے جیسے آپ نے فرمایا کہ مذہبی معاملات میں مداخلت نہیں کرنی چاہئے یا اسلحہ کی خرید وفروخت۔ مجھے آج کے پروگرام میں شامل ہو کر بے حد خوشی ہوئی اور میں اس امن کے سفیر کے بیان کو سن سکا۔ یہ تن تنہا تمام دنیا کو اسلام سے متعارف کروا رہے ہیں۔

ممبر پارلیمنٹ امرجیت سوہی (Amarjeet Sohi) نے کہا: یہ میرے لئے باعث فخر ہے کہ میں حضور اقدس کے الفاظ میں اسلامی تعلیمات سن سکا اور یہ کہ ہم کس طرح اپنے معاشرے میں مثبت تبدیلی لا سکتے ہیں۔ اس پیغام کا مجھ پر گہرا اثر ہوا کیونکہ میں خود مہاجر ہوں اور خود تجربہ کر چکا ہوں کہ ریسزم کا انسان پر کیا اثر ہوتا ہے۔ میرے لئے سب سے اہم پیغام یہ تھا کہ ہمیں ایسا معاشرہ قائم کرنا ہے جس میں ہم ایک دوسرے کے اختلافات کو برداشت کریں۔ اس کے ساتھ ہمیں عدل و انصاف قائم کرنا ہوگا۔ ہم سب کو مل کر اسلام کے خلاف نفرت کو اور ہر طرح کی نفرت کو روکنا ہے۔

ممبر پارلیمنٹ گریگ فارگس (Greg Fergus) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: تقریر کا مجھ پر گہرا اثر ہوا اور مجھے جان کر خوشی ہوئی کہ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے۔ یہ تقریر مجھے بہت پسند آئی کیونکہ اس میں ان تمام اقدار کا ذکر تھا جن پر میرا یقین ہے یعنی آزادی، برداشت اور امن۔ میں ایک باعمل عیسائی ہوں اور رومن کیتھولک چرچ سے تعلق رکھتا ہوں اور جو پیغام آج دیا گیا ہے میرا بھی اسی پر ایمان ہے۔ حضرت اقدس اور احمدیہ جماعت ہماری کمیونٹی میں مختلف مسائل حل کرنے میں بہت معاونت کرتی ہے۔

ممبر پارلیمنٹ فیصل الخوری (Faycal El-Khoury) نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں خلیفہ کے خطاب سے بہت متاثر ہوا ہوں اور وہ تمام خدمات جو آپ کی جماعت انسانیت کی کرتی ہے میں اس کے لئے دل سے ممنون ہوں اور امید ہے کہ یہ کام اسی طرح جاری رہے گا۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ احمدیہ جماعت کے بہت سے لوگ میرے دوست ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ خلیفہ کو لمبی صحت وسلامتی والی عمر نصیب ہو اور وہ اپنے کام کو خوش اسلوبی سے ادا کرتے چلے جائیں۔

میری فرانس لیلونڈ (Marie-France Lalonde) نے کہا: یہ ہمارے لئے باعث فخر ہے کہ مجھے خلیفہ کا خطاب جو نہایت پُرحکمت تھا سننے کا موقعہ ملا۔ اور دنیا کے امن وسلامتی کا جو نظریہ حضور کا ہے وہ بھی سننے کا موقعہ ملا۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ خلیفہ تمام دنیا میں یہ پیغام خود پہنچا رہے ہیں۔ اور یہ خاص طور پر ضروری ہے کیونکہ لاعلمی ڈر پیدا کرتی ہے۔ اور حضور اپنی ذاتی مصروفیات میں سے وقت نکال کر یہ پیغام لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔

ممبر پارلیمنٹ جوڈی سگرو (Judy Sgro) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ہم تمام پارلیمنٹ کے ممبران کیلئے حضور کی تقریر نہایت متاثر کن تھی۔ حضور کی تقریر نصائح سے پُر تھی کہ ہم کس طرح تیسری جنگ عظیم سے بچ سکتے ہیں۔ یہ بات حضور کے خطاب سے واضح تھی کہ ہمیں اس تباہی سے بچنے کے لئے ایک دوسرے سے تعاون اور محنت کی ضرورت ہے۔ آپ کا ہی وہ پیغام ہے جو اس وقت ساری دنیا کو پہنچانے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ تمام مذاہب ان چھ الفاظ کے بارہ میں سوچیں کہ 'محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں'۔ میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو لمبی اور صحت والی عمر عطا فرمائے تا کہ وہ اپنے پیغام کو پھیلاتے چلے جائیں۔

چیف امام اور سکالر محمد جیبارا (Muhammad Jebara) نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مَیں ایک سنّی امام ہوں اور مجھے یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ اس تقریر نے دنیا میں قیام امن کی بنیاد رکھی ہے۔ اس تقریر کی آج کی دنیا میں اشد ضرورت ہے۔ خلیفہ کی تقریر حکمت سے پُر تھی کیونکہ آپ نے کسی ایک فریق پر الزام نہیں لگایا بلکہ فرمایا کہ دنیا کی بے چینی تمام گروہوں کی کمزوریوں کی وجہ سے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں اپنی کمزوریوں اور خامیوں کو قبول کرنا چاہئے اور پھر بہتری کی طرف قدم اٹھانا چاہئے۔ الغرض آپ نے اپنے خطاب میں اُس اسلامی تعلیم کی طرف توجہ دلائی کہ کوئی انسان غلطیوں سے پاک نہیں ہے۔ نہایت اعلیٰ تقریر اور برموقع۔ حضور نے بہت سے ایسے مضامین بیان فرمائے جن کی ضرورت تھی اور قانون ساز لوگوں کو متبادل حل بتائے۔ حضرت اقدس نہایت دُور اندیش اور نہایت متوازن سوچ کے حامل ہیں۔ آپ نے جو یہ فرمایا کہ انصاف کے قیام میں توازن ہونا چاہئے۔ آپ نے اسلامی نظریہ کو نہایت خوبصورت رنگ میں پیش فرمایا اور بہت سے مشکل پہلوؤں کو اس خوبصورت انداز میں بیان فرمایا کہ لوگوں کے جذبات کو بھی ٹھیس نہ پہنچے۔

ممبر پارلیمنٹ کیون وا (Kevin Waugh) نے کہا: نہایت دلچسپ گفتگو تھی حضور کے کلام کی رفتار بہت مناسب تھی کہ سامعین کو ان کا پیغام جذب کرنے کا موقع ملے۔ حضور نے مختصر الفاظ میں بہت سے عناوین پر روشنی ڈالی۔ میں خاص طور پر اس بات سے متاثر ہوا کہ آپ نے اپنی تقریر میں بہت سے حوالے قرآن کریم سے پیش کئے، بحیثیت ایسے شخص کے جس کی دینی معلومات بہت کم ہے یہ ایک خوش کن پہلو تھا جس سے علم میں بھی اضافہ ہوا۔

ہائی کمشنر جمیکا جینس میلر (Janice Miller) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: یہ جو بات خلیفہ نے کہی کہ تمام لوگوں کو حق حاصل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ رہیں۔ ایسے پیغامات جن میں امن، برداشت اور آزادی کا پیغام ہو آج کل کے دور میں نہایت ضروری ہیں۔

جرمن سفیر ورنر وینٹ (Werner Wnendt) نے کہا: جن الفاظ میں حضور اقدس نے مستقبل کی تصویر کشی کی ہے ہم سب بھی ایسے ہی پُرامن مستقبل کے خواہاں ہیں۔ اس تقریر سے ہم یہ سمجھ سکے ہیں کہ اسلام پُرامن مذہب ہے اور ہم سب یورپ میں آنے والوں کے ساتھ مل کے رہ سکتے ہیں۔ آپ کی تقریر کا سب سے اہم پیغام یہ تھا کہ ہم سب کو دنیا کی بہتری کیلئے کوشش کرنی ہوگی اور اس بات کو یقینی بنانا ہوگا کہ عوام الناس کو انفرادی طور پر اپنی اپنی زندگیاں گزارنے کی اجازت ہو۔

ممبر پارلیمنٹ کرسٹی ڈنکن (Kirsty Duncan) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: خلیفہ صاحب کے ساتھ جو وقت ملا وہ بہت ہی پُراثر اور عاجز کرنے والا تھا۔ ایک بات جو خاص طور پر میرے دل کو لگی وہ یہ کہ جو ایک بار دوست بن جائے وہ ہمیشہ کے لئے دوست ہو جاتا ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں کئی پہلو بیان فرمائے۔ مثلاً عدل وانصاف، امن، نوجوان، اقوام متحدہ اور ہم سب کو مل کر انسانیت کی بہتری کے لئے کوشش کرنا۔ احمدیہ جماعت میرے لئے ایک مہربان فیملی کی طرح ہے

گارنیٹ جینس (Garnett Genuis) نے کہا: عظیم پیغام تھا کہ کس طرح مذہب اور مذہبی راہنما معاشرے میں قیام امن اور عصر حاضر کے مسائل حل کر سکتے ہیں۔ آپ نے یہ بات بھی اجاگر کی کہ کس طرح اسلحہ کی خرید وفروخت کو کنٹرول کر کے ہم ایک دوسرے کے ساتھ امن سے رہ سکتے ہیں۔ عموماً ہم ایک دوسرے پر الزامات تراشتے رہتے ہیں لیکن حضور اقدس نے وضاحت فرمائی کہ کس طرح مغرب اور دوسرے ممالک اپنے اپنے کردار ادا کرتے ہوئے دنیا کی حالت بہتر بنا سکتے ہیں۔

ممبر پارلیمنٹ راج سینی (Raj Saini) نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: حضور کا اس بات پر زور دینا کہ اسلام ایک امن پسند مذہب ہے نہایت اہم تھا اور جو مسلمان اس امن کے پیغام کی پیروی نہیں کرتے وہ سچے مسلمان نہیں۔

ممبر پارلیمنٹ ماجد جوہری (Majid Jowhari) نے کہا: تقریر کا اہم حصہ یہ تھا کہ دنیا میں قیام امن کس طرح ہو سکتا ہے؟ یہ ایک بہت بڑا چیلنج ہے جس کو ہم سب نے مل کر حل کرنا ہے۔ اور بھی بہت سے چیلنج ہیں۔ معاشرتی بحران اور دہشت گردی ان سب کے لئے ہمیں سخت محنت اور مل کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

سینئر امیگریشن جج اور اس سال کے سر ظفراللہ خان ایوارڈ حاصل کرنے والی لوئیس آربر (Louise Arbour) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: نہایت صاف زبان میں حضور نے ہماری کمیوں اور کمزوریوں کی طرف توجہ دلائی اور ساتھ ساتھ مغربی معاشرے کے مسائل پر بھی روشنی ڈالی اور یہ کہ بعض دفعہ ان کے عوامل میں منافقت ہے اور اقلیتوں کے حقوق ادا نہیں کرتے۔

آٹوا پولیس کے نمائندہ ڈیو زکریا (Dave Zachrias) نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میرے لئے حضور کی موجودگی میں ہونا باعث اعزاز ہے۔ حضور نے اپنے خطاب میں انتہا پسندی اور دوسرے معاشرتی مسائل پر روشنی ڈالی اور ان کی بنیادی وجوہات کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اور اس طرف بھی توجہ دلائی کہ کون سے ممالک دہشتگردوں کے ممد ہیں اور اسلحہ فراہم کر رہے ہیں جن کی وجہ سے خانہ جنگی اور تشدد ہو رہا ہے۔

کولیشن آف پروگریسو کینیڈئین مسلمس کی صدر سلمیٰ صدیقی (Salma Sadiqi) نے کہا: میں اس بات سے بہت متاثر ہوئی کہ حضور نے نہایت باریکی میں جاکر اس طرف توجہ دلائی کہ اگر عورتوں میں انتہا پسندی آئے گی اور وہ دہشتگردی کی طرف جائیں گی تو نہ صرف وہ خود بلکہ ان کی اولاد بھی اس سے متاثر ہوگی۔ میں سمجھتی ہوں کہ میں اس کمیونٹی کا حصہ ہوں اس لئے باوجودیکہ میرا پاؤں ٹوٹا ہوا تھا میں پھر بھی اس پروگرام میں شامل ہوئی۔

شان تاثیر (Shan Taseer) صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: حضور انور کی تقریر سنی ہے۔ انتہائی بولڈ (Bold) بیان تھا اس سے پہلے کبھی ایسا بیان نہیں سنا۔ اور اس کی وجہ یہ کہ خلیفہ کے ہاتھ میں کشکول نہیں ہے اور انہوں نے مغرب کو ان کی اصلیت دکھائی۔ حضور کی تقریر میرے دل کی آواز تھی۔

ایک سکھ مہمان نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں سمجھ رہا تھا کہ کوئی روحانی موضوع پر تقریر ہوگی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج جو تقریر حضور نے فرمائی وہ تاریخ میں نہایت سنہری الفاظ میں لکھی جائے گی۔ جب میں نے اس بارہ میں سوچا تو میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ ایک نہایت روحانی شخص ہی اتنی طاقتور تقریر کر سکتا ہے۔ اور جب میں نے اس پر مزید تدبر کیا تو معلوم ہوا کہ یقیناً ایک روحانی شخص ہی اس دلیری کے ساتھ یہ تقریر کر سکتا ہے۔ اور آپ کی اس شجاعت نے ثابت کر دیا کہ آپ ایک روحانی شخصیت ہیں۔ حضور نے ایک مغربی پارلیمنٹ میں کہا کہ دنیا کی بے چینی میں مغربی ممالک کا بھی ہاتھ ہے۔ مثلاً انہوں نے اس بات پر روشنی ڈالی کہ اسلحہ جو مغربی ممالک بیچتے ہیں وہ دہشتگردوں کے ہاتھ میں کیسے پہنچ جاتا ہے۔ آپ نے اس بات کو بھی واضح کیا کہ جو کینیڈین لوگ دہشتگردی کے لئے جاتے ہیں ان میں سے 20 فیصد خواتین ہوتی ہیں اور وہ آنے والی نسلوں کی بھی اسی رنگ میں رنگین کر دیں گی۔ میں نے اس بارہ میں کبھی نہیں سوچا تھا۔ مجھے یہ بات بھی اچھی لگی کہ حضور نے قرآن کے حوالہ سے بھی بات کی کہ ہمیں اپنے عہد (امانت) پورے کرنے کی ضرورت ہے اور انہوں نے نہایت خوبصورت انداز میں بیان فرمایا کہ حکومت بھی ایک امانت ہے اور حکومتی عہدیداران کو اپنے ان عہدوں کا کماحقہٗ حق ادا کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمان علماء نے عوام کو گمراہ کیا ہے اور اس وجہ سے فساد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ حضور نے اسی طرح مغربی ممالک کو بھی چیلنج کیا کہ وہ اس بات کے دعویدار ہیں کہ آزادئ ضمیر اور آزادئ حقوق کو قائم کرتے ہیں اس لئے اب ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ان دعووں پر عمل کر کے دکھائیں اور مذہبی امور میں مداخلت نہ کریں جیسے حجاب پر پابندی یا عبادتگاہوں پر پابندی۔ میرے خیال میں آپ نے نہایت حکمت وفراست سے مغرب کو توجہ دلائی ہے۔

اسرائیلی سفیر رافائل باراک (Rafael Barack) نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: کیا ہی متأثر کُن تقریر تھی۔ امن کے لئے اہم پیغام تھا اور یہ کہ تمام مذاہب کو کس طرح ایک دوسرے کی عزّت کرنی چاہئے۔ آج اسلام کے بارہ میں میری سوچ بدل گئی ہے اور اس کی قدردانی بھی بڑھ گئی ہے۔ اس تقریر کو شائع کرنا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا چاہئے۔ اور اگر لوگ اس پیغام کی پیروی کریں گے تو دنیا کے گھمبیر سے گھمبیر مسائل بھی حل ہو سکتے ہیں۔ مجھے حضور کے خطاب میں برداشت کا پہلو بہت پسند آیا اور یہ کہ تمام لوگوں کے حقوق ادا کئے جائیں چاہے وہ مسلمان ہوں یا یہودی سب کے حقوق ادا ہونے چاہئیں۔ اہم اور متاثر کن پیغام تھا۔ امن کے لئے اہم پیغام اور یہ کہ تمام مذاہب کو کس طرح ایک دوسرے کی عزت کرنی چاہئے۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ حیفا میں قائم احمدیہ جماعت اچھا کام کر رہی ہے۔ میں حضور کو حیفا آنے کی دعوت دیتا ہوں تا کہ وہ وہاں کی جماعت کی مساعی کو دیکھ سکیں۔ مجھے علم ہے کہ خلیفۃ المسیح الثانی (رضی اللہ عنہ) ہمارے پاس آئے تھے اور ہماری خواہش ہے کہ موجودہ خلیفہ بھی وہاں تشریف لائیں۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: خطاب حضورانور......ازصفحہ نمبر 4

شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کئے ہوئے ہیں۔

پس وہ کام جو اجر عظیم کا مورد بناتے ہیں قطع نظر اس کے کہ یہ مرد کررہے ہیں یا عورتیں ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ان کو اس کا انعام ملے گا اگر تم یہ نیکیاں انجام دو گے۔ پس ان نیکیوں کی تفصیل لکھ دی اور انہی نیکیوں کی ہمیں تلاش کرنی چاہئے اگر اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنا ہے، اس کی رضا حاصل کرنی ہے، اس سے اجر لینا ہے۔

اسی طرح اور بہت سی جگہوں پر مومنین اور مومنات کا علیحدہ علیحدہ ذکر ہے۔ گو بہت سے احکام میں مردوں اور عورتوں کو صرف مومنوں کے نام سے مخاطب کیا گیا ہے۔ لیکن اگر صرف مومن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو ان احکام میں بھی عورتیں بھی شامل ہیں۔

پس یہ قرآن کریم کی خوبی ہے کہ جہاں عمومی طور پر مومنین کو مخاطب کرنے سے مرد اور عورت دونوں کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی جاسکتی ہے وہاں صرف مومنین کا لفظ استعمال کیا۔ جہاں خاص طور پر دونوں کے حقوق کو قائم کرنا ہے، اجر دینا ہے، جنت کی بشارتیں دینی ہیں، ان کی ذمہ داریوں کے ذکر کی ضرورت تھی، خاص تحریک کر کے انعامات کا ذکر کرنے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کو اجاگر کرنے کی ضرورت تھی وہاں مومنین اور مومنات کا، مرد اور عورت کا علیحدہ علیحدہ بھی ذکر کردیا۔

اسلام پر اعتراض کرنے والے اعتراض کرتے ہیں اور یہ اعتراض اپنے اندر وزن بھی کوئی نہیں رکھتا، صرف اعتراض برائے اعتراض ہے کیونکہ قرآن کریم میں ان کے اعتراضوں کے جواب بھی موجود ہیں۔ لیکن قرآن کریم پر اعتراض کرنے والے کو یہ نظر نہیں آتا کہ اسلام سے پہلے کسی مذہبی کتاب نے عورتوں کے تمام حقوق اور باتوں کا ذکر نہیں کیا جس طرح اسلام نے کیا ہے۔

قرآن کریم ہی ہے جس نے واضح کیا کہ عورت کے بھی ویسے ہی جذبات ہیں جیسے مرد کے۔ اور عورت کی بھی خواہشات ہیں جس طرح مرد کی۔ اللہ تعالیٰ جہاں مرد کے حقوق قائم فرماتا ہے وہاں عورت کو حقوق دلوانے کے لئے یہ بھی اعلان کرتا ہے کہ وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ (البقرۃ: 229) یعنی ان عورتوں کا دستور کے مطابق مَردوں پر اتنا ہی حق ہے جتنا مَردوں کا اُن پر۔ پھر بے شمار حقوق اسلام نے عورت کے قائم کئے۔ نیکی کا اجر دونوں کا برابر ہے جیسا کہ میں نے بتایا۔ عورت کو جائیداد کا وارث بنایا۔ عورت کی کمائی پر صرف عورت کا ہی حق دیا۔ عورت سے حق ورثہ چھیننے کو منع کیا گیا۔ فرمایا کہ ان کو حق دو۔ ان کے ورثے کے حق کو نہ چھینو۔ عورتوں کو نقصان پہنچانے کی غرض سے شادی سے روکنے سے منع کیا گیا۔ اس طرح کے بہت سے حکم ہیں۔

مجھ سے ایک دفعہ ایک جرنلسٹ نے کہا کہ عیسائیت میں جس طرح نئے زمانے کے ساتھ تبدیلیاں کی جارہی ہیں تم نہیں سمجھتے کہ اسلام میں بھی اس کی ضرورت ہے۔ مَیں نے اسے یہی جواب دیا تھا کہ نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ قرآن کریم نے انسانی فطرت کو قائم رکھتے ہوئے ذمہ داریاں مقرر کی ہیں اور جب یہ مقرر کردی گئی ہیں تو کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت نہیں۔ بدلنے کی ضرورت وہاں پڑتی ہے جہاں کہیں کمیاں ہوں۔ اگر حقوق غصب کئے جارہے ہوں وہاں ضرورت پڑتی ہے چاہے مرد کے حقوق ہوں یا عورت کے، بچے کے حقوق ہوں۔ یا ماں باپ کے۔ مزدور کے حقوق ہوں یا آجر کے۔ ملازم کے حقوق ہوں یا مالک کے۔ عام شہری کے حقوق ہوں، یا حکومت کے۔ جب سب حقوق کا تعیّن کردیا گیا ہے اور بڑے انصاف سے تعیّن کر دیا گیا ہے اور اگر صحیح اسلامی حکومت ہے جس کے نمونے ہم نے صحیح اسلامی حکومتوں میں دیکھے بھی اور ان کی ادائیگی بھی ہورہی ہو تو پھر صرف اس لئے کہ ہم جدید تعلیم پر چلنے والے ہیں اور جدید تعلیم تقاضا کرتی ہے کہ مذہبی تعلیم کو بدلا جائے اس لئے بدل دو تو یہ بیوقوفی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ ہاں اگر یہ سب حقوق ادا نہیں ہورہے تو انہیں ادا کروانے کی کوشش کی جائے۔ اس تعلیم پر عمل درآمد کروایا جائے۔ لیکن یہ کہنا کہ بدل دو، یہ کوئی حل نہیں ہے۔ بدل کر بھی ایسی حکومتیں، ایسے سربراہ جو حقوق ادا نہیں کرتے یا ایسے لوگ جو حقوق ادا نہیں کرتے وہ تب بھی حقوق ادا نہیں کریں گے۔ پس اصل ضرورت یہ ہے کہ حقوق ادا کروانے کی کوشش کی جائے، ان کو لاگو کیا جائے۔ ان پر عمل درآمد کروایا جائے۔

پس اگر میں اپنی مذہبی کتاب قرآن کریم کو دیکھتا ہوں تو مجھے نظر آتا ہے کہ وہ اس خدا کا کلام ہے جو عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ اُس کو ماضی کا بھی علم تھا اور حال کا بھی علم ہے اور آئندہ آنے والی باتوں کا بھی علم ہے۔ پس جب ہم ایسے خدا کو مانتے ہیں اور ایسی کتاب پر یقین رکھتے ہیں جس نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے تو پھر مَیں کیوں سمجھوں کہ اسلام میں احکامات کی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ پھر اگر مذہب خدا کی طرف سے ہے اور مجھے خدا کی ہستی پر یقین ہے۔ مَیں اس بات پر قائم ہوں کہ مذہب بھیجنے والا اللہ تعالیٰ ہے تو پھر مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ مَیں خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر لوگوں کے بنائے ہوئے قانون کے پیچھے چلنا شروع کردوں۔

کل جمعہ کے وقت بہت سا پریس آیا ہوا تھا۔ پہلا دن تھا۔ ہمارے پریس سیکرٹری جمعہ کے بعد مجھے کہنے لگے کہ پریس تو آیا ہوا ہے لیکن چینل فور (Channel 4) کی وجہ سے ہم بڑے پریشان ہیں۔ شاید وہ خاتون تھیں۔ کہتی ہیں کہ باقی تو تمہاری باتیں ٹھیک ہیں لیکن یہ عورتوں مردوں کی سیگریگیشن (segregation) جو ہے، یہ علیحدہ علیحدہ جو عورتوں اور مَردوں کو بٹھایا ہوا ہے یہ تو تمہیں بھی شدت پسند دکھاتا ہے۔ یہ تم عورتوں کے حقوق غصب کررہے ہو۔ میں نے اسے کہا تھا کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ انہیں کہو کہ اس بات کا جواب ہم مرد نہیں دیں گے۔ تم عورتوں سے جا کر پوچھو۔ اور مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ لجنہ کی طرف سے ہماری ایک نمائندہ لڑکی جو پریس کو بھی بڑے انٹرویو دیتی ہیں۔ انہوں نے بڑا اچھا جواب اسے دیا۔ یہ اور بات ہے کہ اس کو مانیں نہ مانیں لیکن اس کو ردّ کرنے کی دلیل ان کے پاس کوئی نہیں۔ دوسرے میں نے یہ کہا کہ اگر وہ اس بات سے ہمارے متعلق کوئی منفی خبر دیتی ہیں یا تبصرہ کرتی ہیں تو کریں۔ ہم نے دنیاداروں کو اور پریس کو یا کسی چینل کو خوش نہیں کرنا۔ ہم نے تو خدا تعالیٰ کو خوش کرنا ہے اور اس کے لئے کوشش کرنی ہے۔ اس کے احکامات پر چلنا ہے۔ میں یہی جواب عموماً دیا کرتا ہوں کہ مذہب ہمیں اپنے پیچھے چلانے آتا ہے۔ مذہب ہمیں اپنے پیچھے چلا کر ہمیں ہمارے پیدا کرنے والے خدا سے ملانے کے لئے آتا ہے۔ مذہب بندوں کے پیچھے چلنے کے لئے نہیں آتا۔ مذہب اس لئے نہیں آتا کہ ہم لوگوں کو خوش کریں۔

اللہ تعالیٰ انبیاء بھیجتا ہے اور بھیجتا ہی اُس وقت ہے جب زمین میں فساد برپا ہوجاتا ہے۔ جیسا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اُس وقت بھیجا جب دنیا فساد سے بھری ہوئی تھی اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اس وقت بھیجا جب دنیا میں ہر سمت، ہر طرف فساد پھیلا ہوا تھا۔ سو سال پہلے جس فساد کے روکنے کے لئے آپ نے قرآن کریم کی روشنی میں ہمیں بتایا اور وضاحت فرمائی وہی صورتحال آج بھی ہے اور اس کا حل بھی وہی ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے قرآن کریم نے بیان کیا ہے اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے کھول کر ہمارے سامنے رکھ دیا۔

یہ دنیا والے جو مذہب سے دور ہٹ کر مذہب پر اعتراض کر کے فساد برپا کررہے ہیں یہی بات ان کو ایک دن اس کے نتائج بھی دکھائے گی۔ اسی طرح جو مذہب کے نام پر فساد کررہے ہیں یہی ان کی پکڑ کی وجہ بھی بنے گی چاہے وہ مسلمانوں میں سے ہوں۔

یہ دنیادار اپنے زعم میں عورتوں اور مردوں کے علیحدہ بیٹھنے پر اعتراض کرتے ہیں۔ سب سے بڑا اعتراض ان کو ہمارے پر یہی ہوتا ہے۔ یہی لوگ چند دہائیاں پہلے عورتوں کو ہر قسم کے حقوق سے محروم رکھے ہوئے تھے اور جب وقت کے ساتھ عورت نے اپنے حق کے لئے آواز اٹھائی تو کیونکہ عورت کو حق دلانے کی یہ انسانی کوشش تھی اس لئے اس نے دوسری انتہا اختیار کرلی۔ عورت کو حق دینے کے نام پر اسے ہمدردی کے جذبے کے تحت اتنا زیادہ دنیا کے سامنے پیش کیا گیا کہ اس کا تقدس ہی ختم کردیا۔ ہمدردی کے جذبے کی آڑ میں آزادی کے نام پر عورت کے تقدس کو پامال کیا گیا ہے۔ یورپ کی عورت کو اس بات کا تجربہ نہیں کہ عورت کی اپنی شناخت اس وقت زیادہ ابھرتی ہے اور اس کو اپنے تحفظ کا احساس اس وقت زیادہ ہوتا ہے جب وہ عورتوں میں ہو اور عورتوں کی تنظیم کے ساتھ کام کررہی ہو اور آزادی سے اس کی ہر حرکت ہو۔ قریباً دو سال پہلے ایک انگریز مہمان یہاں آئی تھیں۔ اچھی لکھنے والی ہیں۔ سارا دن انہوں نے عورتوں کے ساتھ گزارا اور شام کو کہنے لگیں کہ پہلے مجھے بڑا عجیب لگا تھا کہ صرف عورتوں میں ہوں لیکن سارا دن یہاں گزار کر مجھے احساس ہوا کہ مَیں زیادہ آزاد ہوں اور مجھے زیادہ تحفظ مل رہا ہے۔

پس جب عورت کو اس کا تقدس قائم رکھتے ہوئے اس کے حقوق کا بتایا جائے تو چاہے مغرب میں پلی بڑھی غیر مسلم عورت ہو وہ اس بات کا اظہار کرے گی کہ اسلام عورت کے حقوق قائم کرتا ہے اور عورت کا علیحدہ بیٹھنا کوئی اس کی آزادی کو ختم نہیں کرتا۔ اس چینل فور (Channel 4) کی جو کل نمائندہ آئی تھی انہی خاتون نے جب اپنے ٹوِٹر (Twitter) پہ نمائش کا یا کسی کا حوالہ دے کر ٹوِیٹ (Tweet) کیا کہ وہاں اس طرح ہو رہا ہے عورتوں کو جانے کی اجازت نہیں تو اسی عورت نے پھر ان کا جواب بھی دیا اور یہ مجھے خوشی ہے کہ بہت ساری احمدی لڑکیوں نے بھی اس کا جواب دیا کہ تم غلط کہتی ہو۔ تو بہرحال یہ تو انسانی قانون کے خلاف ایک ردّعمل ہے جو آجکل کی عورت آزادی کے نام پر مغرب اور ان ترقی یافتہ کہلانے والے ممالک میں جس کا اظہار ہورہا ہے اور عورت کو کیونکہ پتا ہے یا اس کو احساس ہے کہ ہمیں آزادی لینے کے لئے بھی مرد کی ضرورت ہے اور لاشعوری طور پر عورت کی فطری کمزوری ظاہر ہورہی ہے اس لئے عورت نے اپنی آزادی کے لئے مرد کی مدد حاصل کی اور مرد نے عورت کی اس فطرت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جب عورت کو آزادی دلانے کے لئے مددگار بننے کی کوشش کی تو ساتھ ہی اپنی خواہشات کی تسکین کے لئے آزادی کے نام پر اسے ننگا کرنے کی بھی کوشش کی۔

اسی لئے یہاں کی ایک انگریز عورت لکھنے والی ہیں انہوں نے ایک آرٹیکل لکھا تھا کہ عورت کی آزادی کے نام پر جو حجاب اتارنے اور عورتوں کے لئے برائے نام لباس پہننے کی مہم میں مرد بہت کوشش کرتے ہیں اور اس معاملے میں بڑے ایکٹو (active) ہیں۔ یہ عورتوں کی آزادی سے زیادہ اپنی خواہش کی تسکین کے لئے یہ کررہے ہیں تا کہ عورت کو ننگا دیکھیں۔ تو یہ یہاں کی جو عقلمند عورتیں ہیں خود ہی یہ کہتی ہیں۔

ان نام نہاد ترقی یافتہ کہلانے والوں نے مذہب کے نام پر اور روایات کے نام پر عورت پر جو ظلم ہوا اس کا صرف ایک پہلو دیکھا ہے۔ عورت نے عیسائیت اور مذہب اور روایات کے نام پر اپنی غلامی کا ایک پہلو دیکھا ہے۔ یہ صرف تیسری دنیا کی بات نہیں ہے بلکہ ان ملکوں میں بھی آج سے چند دہائیاں پہلے یہی کچھ ہوتا تھا اور پھر اس کو ختم کرنے کے لئے، اپنی آزادی حاصل کرنے کے لئے ہر حیلہ اور حربہ استعمال کیا گیا۔ اور پھر دوسرا المیہ مسلمانوں کے ساتھ بھی یہی ہوا کہ مسلمانوں نے اپنی روایات جو مختلف قوموں کی تھیں، اسلامی مذہب کی نہیں قوموں کی روایات تھیں ان پر مذہب کا لبادہ پہنا کر عورت کو بالکل ہی بے وقعت بنا دیا۔ اسی چیز کو بیان کرتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ لوگ مذہب کے نام پر ظلم کرتے ہوئے عورت کو نہایت حقیر، ذلیل چیز سمجھتے ہیں اور پاؤں کی جوتی سمجھتے ہیں حالانکہ اسلام تو عورت کے حقوق قائم کرتا ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 418-417۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کہتے ہیں کہ ہم اس خوف سے کہ ہماری شکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ہوجائے اپنی بیویوں سے اونچی آواز میں بات نہیں کرتے تھے۔ یہ حق تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمائے۔ مسلمانوں میں بعد میں اپنی مختلف قوموں سے آنے والوں نے اپنی قومی روایات یا مردوں کے اپنے آپ کو زیادہ طاقتور سمجھنے کی وجہ سے یا کسی وجہ سے اچھے بھلے دینی علم رکھنے والے بھی بعض زیادتیاں کرجاتے تھے۔ ان لوگوں میں لاشعوری طور پر یہ احساس پیدا ہوگیا تھا

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

چاہے اس کا اظہار نہ ہو کہ عورت کچھ لحاظ سے مرد سے کمتر ہے اور مرد کی اسی میں عزت ہے کہ عورت سے چاہے وہ اس کی بیوی ہو ایک فاصلہ رکھا جائے۔ بات چیت میں عورت کو اس کے سامنے بولنے کا حق نہ دیا جائے۔ باہر نکلیں تو سڑک پہ چلتے ہوئے مرد اور عورت فاصلہ دے کر چلیں۔

ایک دفعہ ٹرین کے انتظار میں، گاڑی کے انتظار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سٹیشن پر حضرت امّاں جان کے ساتھ پلیٹ فارم پر ٹہل رہے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جو بڑے عالم تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول بھی اس وقت وہاں موجود تھے تو مولوی عبدالکریم صاحب نے اس اثر کے تحت جو ہندوستان میں علماء کے ذہنوں پر تھا یا بہرحال اپنی طبیعت کی وجہ سے حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کو کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت امّاں جان کے ساتھ پلیٹ فارم پر ٹہل رہے ہیں۔ لوگ کیا کہیں گے۔ آپ جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو روکیں۔ حضرت خلیفہ اوّل نے کہا میں تو نہیں کہتا۔ آپ کو خیال آیا ہے تو آپ جا کر کہہ دیں۔ میرے نزدیک تو کوئی ایسی بری بات نہیں۔ چنانچہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریب ہوئے۔ ان کے پاس گئے اور کہا کہ آپ اس طرح ٹہل رہے ہیں، لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کیا کہیں گے۔ یہی کہیں گے کہ مرزا غلام احمد اپنی بیوی کے ساتھ پلیٹ فارم پر ٹہل رہا تھا۔ تو کہنے دیں کیا فرق پڑتا ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب نہایت خاموشی سے منہ لٹکا کے واپس آ گئے۔ حضرت خلیفہ اول نے مسکرا کر انہیں کہا کیوں؟ جواب سن آئے؟ تسلی ہوگئی آپ کی؟

(ماخوذ از الفضل 18 اکتوبر 1952 صفحہ 3 جلد 40/6 نمبر 235)

تو باوجود اس کے کہ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والے تھے اور روشن دماغ ہو چکے تھے لیکن ان روایات کا اثر تھا۔ اتنا اثر تھا کہ پبلک جگہ پر میاں بیوی کا اکٹھا پھرنا بھی ان کے نزدیک معیوب تھا۔ پس ہم احمدی اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآنی تعلیم کے مطابق مردوں عورتوں اور ہر ایک کے حقوق روشن کر کے، کھول کر بیان کر دیئے ہیں۔ پس اگر ہماری عورتیں کسی قسم کے احساس کمتری میں، کسی قسم کے کمپلیکس میں مبتلا ہیں تو ان کو اس سے نکل جانا چاہئے۔ اس کے بجائے اب جبکہ میڈیا اسلام کے خلاف باتیں کرنے کے بہانے تلاش کرتا ہے انہیں اسلام کی خوبصورت تعلیم بتائیں کہ تم اسلام پر اعتراض کرتے ہو۔ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ حقوق کے لحاظ سے مرد اور عورت کے حقوق برابر ہیں جبکہ تمہارے مذہب یا کسی بھی مذہب نے یہ حقوق نہیں دیئے۔ مغرب میں عورت ایک غلام کی حیثیت رکھتی تھی جیسا کہ مَیں کہہ چکا ہوں۔ اگر اس کا خاوند اس پر ظلم کرتا تو تب بھی اس نے خاموش ہی رہنا تھا اور اس ظلم کو خاموشی سے سہتے چلے جانا تھا لیکن اسلام نے چودہ سو سال پہلے یہ اعلان کیا کہ اگر عورت مرد کے ظلم سے تنگ آ کر اس سے علیحدگی لینا چاہے تو لے سکتی ہے۔ بلکہ یہ بھی حق دے دیا کہ اگر کسی وجہ سے عورت کے دل میں مرد کے لئے ناپسندیدگی کے جذبات اس حد تک چلے گئے ہیں کہ شادی کے رشتے کو مزید قائم نہیں رکھنا چاہتی تو علیحدگی لے سکتی ہے۔ لیکن اس صورت میں پھر عورت کو اپنے تمام حقوق چھوڑنے پڑیں گے۔ ان حقوق سے دستبردار ہونا پڑے گا اگر بلا وجہ علیحدگی لینی ہے، اگر اپنے اس حق کو قائم کرنا ہے اور یہ یقیناً بڑی جائز بات ہے۔

پھر جیسا کہ میں نے کہا عورت کو یہ حق دیا کہ اس کی کمائی کی وہ مالک ہے اور مرد کے لئے اپنی کمائی ہے۔ لیکن ساتھ ہی مرد کو یہ بھی کہہ دیا کہ گھر کا خرچ چلانا اور بیوی بچوں کے نان نفقہ کی ذمہ داری تمہاری ہے۔ بیوی کی دولت پر نظر نہ رکھو۔ پھر بعض بلکہ ایسی عورتیں اکثر ہیں جن کی اپنی کوئی آمد نہیں ہوتی۔ ایسی عورتیں خواہش رکھتی ہیں کہ دین کے لئے خرچ کریں، صدقہ و خیرات کریں۔ ایک ایسی ہی عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا خاوند مجھے صدقہ و خیرات سے منع کرتا ہے تو میں کیا کروں۔ کیا میں چُھپ کے صدقہ و خیرات کر سکتی ہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں کر سکتی ہو بلکہ اس کی آمد میں سے اس سے چھپ کے اس کے پیسوں میں سے نکال کے بھی صدقہ دے سکتی ہو۔ (ماخوذ از صحیح البخاری کتاب النفقات باب اذا لم ینفق الرجل، فللمرأة أن تاخذ بغیر علمه...... حدیث 5364) تو ان چیزوں میں عورت کو یہ حق دے دیا۔

اگر میاں بیوی کی اولاد کی پیدائش کے بعد علیحدگی ہوتی ہے تو یہ حکم دیا کہ اولاد کے لئے پیار کے جذبات ماں اور باپ دونوں کے ہوتے ہیں اس لئے نہ باپ کو اولاد کی وجہ سے تکلیف دو، نہ ہی ماں کو اولاد کی وجہ سے تکلیف دو۔ پس یہ دنوں کے حقوق قائم کئے۔ اس لئے عورتوں کو بھی اور مردوں کو بھی جو بعض دفعہ ضد میں آ جاتے ہیں یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ایسے تکلیف دہ حالات میں بچوں کی وجہ سے نہ عورت بچوں کے باپ کو تکلیف دے، نہ مرد بچوں کی ماں کو تکلیف دے۔ پس وہ باپ جو بچوں پر قبضہ کر کے ماؤں کو ملنے نہیں دیتے اور وہ مائیں اپنی نفرت کی وجہ سے جو انہیں اپنے سابقہ خاوندوں سے بعض دفعہ ہو جاتی ہے اپنے بچوں کو ان کے باپوں سے ملنے نہیں دیتی ہیں وہ بھی غلط کرتی ہیں اور اس کی اصلاح ہونی چاہئے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہر نیکی کرنے کے بعد یہی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا تمہیں مقدم ہونی چاہئے۔

اسی طرح ماں باپ کی وراثت میں بھی اور خاوندوں اور بچوں کی وراثت میں بھی اسلام عورت کو حق دیتا ہے۔ پس ہر قسم کے حقوق ہیں جو اسلام نے قائم کئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے عورت کو حقوق دیئے ہیں، انسانی فطرت کو مدّنظر رکھتے ہوئے یہ حقوق دیئے ہیں۔ عورت مرد کی ضرورت کو مدّنظر رکھتے ہوئے اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے یہ حقوق دیئے ہیں۔ پس ہم ان حقوق کا انسان کے قائم کئے ہوئے حقوق سے کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں۔

آج حقوق کے نام پر عورت کے لئے ایسی ایسی آزادیاں اور ایسے ایسے حقوق قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جو صاف لگتا ہے کہ صرف دکھاوا ہے یا بدلے لئے جا رہے ہیں یا غصہ کے اظہار کئے جا رہے ہیں۔ ایک وقت آئے گا جب ان کو خود احساس ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کی جو فطرت رکھی ہے اس کے مطابق جہاں اشتراک ہے وہاں ایک جیسے حق قائم کئے۔ جہاں عورت کی کمزور فطرت کے مطابق اسے زیادہ تحفظ کی ضرورت ہے اسے وہاں اسلام نے زیادہ تحفظ دیا۔ اور جو باتیں مردوں کے کرنے کی ہیں ان میں مردوں کو بھی ذمہ دار ٹھہرایا گیا اور جب ان اپنے زعم میں ترقی پسند لوگوں کو اپنے بنائے ہوئے قوانین آزادی میں کمزوریاں نظر آئیں گی، ایک وقت آئے گا جب نظر آئیں گی، تو پھر یہ اس کمزوری کو دور کرنے کے لئے کسی بہتر حل کی تلاش میں ہوں گے اور اُس وقت صرف اسلام ہی بہتر حل پیش کر سکے گا۔

پس کسی بھی قسم کے احساس کمتری میں ہمیں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ایک حق جو تھوڑا عرصہ ہوا برطانیہ کے سابق وزیراعظم نے عورتوں کو دیا کہ عورتیں باقاعدہ لڑنے والی فوج میں شامل ہو سکتی ہیں اس پر ابھی بعض پرانے تجربہ کار جرنیلوں نے تبصرے شروع کر دیئے ہیں اور بعد میں یہ جو نتائج سامنے آئیں گے تو اور مزید پتا لگے گا۔ یہ تبصرے کرتے ہیں کہ اس سے ہماری فوج کمزور ہوگی اور مرد فوجی بجائے لڑنے کے، جنگ میں اپنی عورت فوجیوں کو بچانے کی طرف توجہ رکھیں گے اور لڑائی کی طرف صحیح طرح concentrate نہیں کر سکیں گے اور یہ حقیقت ہے۔

اسلام کہتا ہے کہ عورت کا اصل مقام اس کے گھر میں بچوں کی تربیت ہے اور جب مرد گھر سے باہر کام کر رہے ہوں حتی کہ دین کو ختم کرنے والوں کے خلاف جہاد کر رہے ہوں تو ان کو جو ثواب ملے گا اتنا ہی عورتوں کو اپنے گھروں میں اپنے بچوں کی صحیح تربیت کرنے اور انہیں ملک و قوم کا فائدہ مند وجود بنانے پر ملے گا۔

پس اسلام نے اگر ایک کام سے عورت کو منع کیا ہے تو اس کے نہ کرنے کی وجہ سے اس پر جو اجر ملنا ہے اس سے اسے محروم نہیں کیا بلکہ اتنا ہی اجر دوسرے کام کا اسے دے دیا جو مرد نہیں کر سکتے۔

اسلام عورت کو کمتر یا کمزور نہیں سمجھتا۔ بچوں کی پیدائش کے دوران اور اس کی پرورش کے لئے جو تکلیفیں عورت اٹھاتی ہے اس کا نہ مرد تصور کر سکتا ہے نہ اسے برداشت کر سکتا ہے۔ نہ یہ کام کر سکتا ہے۔ اس لحاظ سے عورت کے اعصاب جتنے مضبوط ہیں مرد اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا۔ عورت کے کام کی اس اہمیت کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پوچھنے والے کو، ایک سوال کرنے والے کو تین مرتبہ یہ فرمایا کہ تیری ماں تیرے حسن سلوک کی سب سے زیادہ حق دار ہے اور چوتھی مرتبہ فرمایا پھر تیرا باپ۔

(صحیح البخاری کتاب الادب باب من احق الناس...... حدیث 5971)

بہترین فعال اور کارآمد شہری بنانے اور اس کی اچھی اور نیک تربیت کرنے کی وجہ سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

(سنن النسائی کتاب الجهاد باب الرخصة فی التخلف لمن له والدة حدیث 3104)

پس جیسا کہ مَیں نے کہا ہم دنیا کو یہ بتائیں اور اسی طرح اپنی نسلوں کے ذہنوں میں بھی یہ ڈال دیں کہ عورت کے حقوق کی اسلام حفاظت کرتا ہے اور اسے ایک مقام دیتا ہے تو ہم ایک وقت میں دنیا کو باور کرانے والے ہو جائیں گے، ثابت کرنے والے ہو جائیں گے کہ اسلام ہی عورت کے حقیقی حقوق قائم کرتا ہے۔ اور اپنی نسلوں کے ذہنوں میں بھی یہ ڈالنے والے ہوں گے۔ اگر لڑکے ہیں تو انہیں بتانا ہے کہ شریعت نے تم پر عورت کے حقوق کی ذمہ داری ڈالی ہے۔ ہر ماں اپنے لڑکے کی، اپنے بچے کی اس طرح تربیت کرے تو بہت سارے مسائل گھروں کے بھی حل ہو جائیں گے کہ عورت کے حقوق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے، شریعت میں تم پر ڈالی ہے اور اس ذمہ داری کو ادا نہ کرنا گناہ ہے تو آئندہ آنے والے احمدی مسلمان مرد مسلمان عورت کے بلکہ ہر عورت کے حقوق کے علمبردار بن جائیں گے اور بجائے دنیا داری یا دنیا داروں کی بات کو اہمیت دینے کے اور اس بات کو اہمیت دے کر عورت کے حقوق کے لئے دنیاداروں کی طرح لڑنے کے اسلام کی تعلیم کے مطابق یہ حقوق قائم کروانے کی کوشش کریں گے۔ پس اگر مائیں اپنے گھروں سے یہ تربیت شروع کریں گی تو وہیں لڑکے ان حقوق کے لئے لڑنے والے ہوں گے بجائے اس کے کہ دنیاوی تنظیموں کے پاس جائیں اور ہماری لڑکیاں اپنے حقوق کے لئے دنیاوی تنظیموں کے پاس جانے کی بجائے اسلام کے دیئے ہوئے حقوق کی پاسدار بن جائیں گی اگر لڑکیوں کی تربیت کی جائے کہ اسلام تمہیں کیا حقوق دیتا ہے اور پھر یہ بات آئندہ نسلوں میں بھی اگر ڈالتے چلے جائیں تو عورتوں کے حقوق کا ایک خوبصورت معاشرہ قائم ہو جائے گا۔

پس آج احمدی عورتیں اور احمدی لڑکیاں اس کی اہمیت کو سمجھیں اور اس ذمہ داری کو اٹھا لیں تو آئندہ آنے والی نسلیں چاہے وہ کسی قوم سے تعلق رکھتی ہوں ان کے حقوق کی علمبردار آپ ہو جائیں گی۔ دنیا آپ کی طرف دیکھ کر حقوق قائم کرنے کے لئے رہنمائی لے گی۔ آپ وہ ہوں گی جو ہر قوم کی عورت کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کروانے والی ہوں گی اور انہیں آزاد کروا کر ان کے حقوق ادا کرنے والی ہوں گی۔ اور مَیں مردوں سے بھی کہتا ہوں کہ اس عظیم مہم میں عورتوں کے مددگار بنیں۔

آج مذہب کے خلاف قوتیں انسانی حقوق کے نام پر دنیا کو مذہب سے دور لے جا رہی ہیں اور یہ ہمارے لئے بہت بڑا چیلنج ہے۔ ہم نے حقوق کے قیام کے نام پر ہی دنیا کو مذہب کے قریب لانا ہے۔ دنیا یہ کہتی ہے کہ مذہب حق نہیں دیتا۔ ہم نے بتانا ہے کہ مذہب حق دیتا ہے اور انہی حقوق کی وجہ سے ہم تمہیں مذہب کے قریب لاتے ہیں اور ہم نے لانا ہے جس کے لئے ہماری عورتوں کو بڑا کردار ادا کرنا ہوگا اور ہمیں ان کے مددگار بننا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہر عورت بھی اپنی ذمہ داری ادا کرنے والی ہو اور صحیح اسلامی تعلیم پر خود بھی عمل کرنے والی ہو اور اپنی نسلوں کو بھی عمل کروانے والی ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم ہو تا کہ دنیا اسلام کی تعلیم کا اور عورت کے حقیقی حقوق کا اصل چہرہ دیکھ سکے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی عورت کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کر لیں۔

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

رسالہ ’’خدیجہ‘‘ کا سیرت صحابیات نمبر

لجنہ اماء اللہ جرمنی کا جریدہ ’’خدیجہ‘‘ کا شمارہ نمبر 1 برائے سال 2011ء اس وقت زیرنظر ہے۔ یہ ضخیم شمارہ سیرت صحابیات کے حوالہ سے مرتب کیا گیا ہے جس میں A4 سائز کے 168 صفحات پر مشتمل حصہ جرمن زبان میں ہے۔ اردو زبان میں 128 صفحات شامل اشاعت ہیں۔ ایک اہم امر یہ ہے کہ اس خصوصی اشاعت کی طرف توجہ دلانے والے محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب تھے اور اتفاق یہ ہے کہ اس رسالہ کی اشاعت سے کچھ عرصہ قبل اُن کی وفات ہوگئی چنانچہ اُن کے حوالہ سے بھی چند مضامین اس رسالہ کی زینت ہیں۔

محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب

محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کے بارے میں قبل ازیں الفضل انٹرنیشنل یکم مئی 2015ء اور 20 مئی 2016ء کے ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ میں دو مضامین شامل اشاعت کئے جاچکے ہیں۔ تاہم خصوصی اشاعت میں شامل بعض اضافی امور ہدیۂ قارئین ہیں۔

☆ اس شمارہ میں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی کا ایک انٹرویو شائع ہوا ہے جو مبشرہ بندیشہ صاحبہ اور صباح بنگوی صاحبہ نے لیا تھا اور اس کا ترجمہ شگفتہ سلیم صاحبہ نے کیا ہے۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے انٹرویو میں بتایا کہ محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب سے میری پہلی ملاقات تب ہوئی جب مَیں ابھی اسلام سے بہت دُور تھا مگر وہ سات سال پہلے ہی مسلمان ہوچکے تھے۔ مَیں اُس زمانہ میں ’’فلاور پاور‘‘ کا مصروف رکن تھا اور شہر بون میں ایک اخبار نکالا کرتا تھا۔ مسلمان ہونے سے پہلے ہیوبش صاحب بھی بہت سی تنظیموں میں سیاسی طور پر ایکٹو تھے اور یہی وجہ تھی کہ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے اپنے پرانے واقفکاروں سے رابطہ کرکے اُنہیں ایک کانفرنس میں شمولیت کی دعوت دی۔ آپ اُس وقت پگڑی پہنتے تھے لیکن یہ ہمارے لئے کوئی عجیب بات نہیں تھی کیونکہ بہت سے لوگ عجیب قسم کے کپڑوں اور ٹوپیوں میں دیکھنے کو ملتے تھے۔ بہرحال ہم کانفرنس میں شامل ہوکر لطف اندوز ہوئے۔ اس ملاقات میں ہم نے اسلام کے بارہ میں کوئی بات نہیں کی اور نہ یہ کانفرنس کا موضوع تھا۔ مَیں نے آپ سے اپنی شاعری بھجوانے کی درخواست کی جو مَیں نے اپنے اخبار "Vollmond" میں دوبار شائع بھی کی۔

محترم ہیوبش صاحب کی شخصیت میں اسلام قبول کرنے کے بعد حیرت انگیز تبدیلی آئی تھی۔ وہ ایک پُرجوش شخصیت تھے اور ہر کسی کو متحرّک کرنا جانتے تھے۔ لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتے تاکہ وہ اپنی ذات سے بھرپور فائدہ اٹھاسکیں۔ ہماری دوسری ملاقات قادیان میں اچانک ہوئی جب مَیں احمدی نہیں ہوا تھا۔ اور پھر مجھے ایک جیتے جاگتے درویش قسم کے شخص کے طور پر آپ کو جاننے کا موقع ملا۔ اُس وقت مجھے پتہ چلا کہ آپ کے لئے تبلیغ کی کتنی اہمیت تھی۔ ساری زندگی ڈرائیونگ لائسنس نہ ہونے کے باوجود وہ خود لوگوں کو ڈھونڈتے، اُن کی طرف جاتے اور تبلیغ کرتے۔ بعض دفعہ مناظرے بھی کرتے۔ آپ ایک ذی فہم روح تھے جو جہاندیدہ بھی تھے۔ گفتگو کا ڈھنگ بھی آتا تھا۔ اُس وقت میرے پاس ایک پرانی گاڑی تھی جس پر ہم پورے جرمنی میں پھرتے۔ آپ اپنی شاعری پیش کرنے کے لئے بھی مختلف پروگرام بنایا کرتے جو کسی ہال یا ریستوران میں ہوتے۔ آپ کی شاعری کا مقصد صرف لطف اندوز ہونا نہیں تھا بلکہ آپ اپنی تخلیق کے ذریعہ دلوں تک پہنچنا چاہتے تھے تاکہ وہاں اسلام کا بیج بوسکیں۔

آپ کی بے شمار اسلامی خدمات بیان کی جاسکتی ہیں لیکن پھر بھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ابھی بہت کچھ رہتا ہے۔ کافی لمبا عرصہ آپ جماعت کے واحد ترجمان رہے۔ بلکہ آپ دراصل جماعت کا چہرہ تھے۔ لکھنے لکھانے کے حوالہ سے ہر کام کے لئے آپ کی طرف دیکھا جاتا تھا۔ آپ کا وسیع مطالعہ تھا اور زبان پر مہارت حاصل تھی۔ طرز استدلال ایسا تھا کہ حیرت ہوتی تھی۔ ایک ریڈیو ڈرامہ لکھنے پر آپ کو ہیسن کا ادبی انعام ملا تھا۔ اس ڈرامہ میں آپ نے منشیات سے متعلق اپنے احساسات اور تجربات بیان کئے تھے۔ آپ کا لغت کا خزانہ اتنا وسیع تھا کہ ہر چیز کے بارے میں الفاظ ڈھونڈ لیتے تھے۔ پھر آپ کو جب دس ہزار مارک کا یہ انعام ملا تو اس میں سے چھ یا سات ہزار آپ نے جماعت کو دے دیئے۔ یہ وہ سال تھا جب مرکز نے جماعت جرمنی کا چندہ دیکھ کر کہا کہ آئندہ اپنا خرچ خود اٹھائیں۔

محترم ہیوبش صاحب کو کئی بار مَیں بیت السبوح میں کام سے فارغ ہوکر رات کے بارہ ایک بجے فون کرتا تو وہ جاگ رہے ہوتے کیونکہ وہ رات کو کام کرنے کے عادی تھے۔ تب مَیں گھر جانے سے پہلے آپ کے پاس چلا جاتا، اپنی پریشانیاں اُن کو بتاتا۔ آپ مجھ پر تنقید بھی کرتے۔ دراصل آپ کی صاف گوئی کی وجہ سے کئی لوگ آپ سے نالاں بھی ہوجاتے تھے۔ تاہم آپ کی اندرونی سچائی نے آپ کے چہرہ کو ایک اطمینان بخش مسکراہٹ دی ہوئی تھی۔ آپ کے پاس بیٹھنا بھی بہت ایمان بخش ہوتا۔ کئی بار تو کوئی بات بھی کرنے کی نہ ہوتی لیکن مَیں پھر بھی آپ کے پاس جاکر بیٹھنے میں سکون محسوس کرتا۔ آپ کا خدا تعالیٰ سے بہت مستحکم تعلق تھا اور دعا پر غیرمعمولی یقین تھا۔ کبھی مَیں زیادہ پریشان ہوتا تو آپ کسی کاغذ پر دو تین شعر لکھ کر مجھے دیتے جن کو پڑھ کر میری ڈھارس بندھتی۔ کبھی کسی نظم میں آپ کسی خاص کام کے کرنے کی طرف توجہ دلا دیتے۔

آپ کے ساتھ احمدی نوجوانوں کا بہت گہرا تعلق تھا جو آپ سے اپنے ہر قسم کے معاملات میں مشورہ اور دعا حاصل کرتے۔

آپ کی وفات پر جرمن میڈیا نے بہت مثبت ردّعمل دکھایا۔ FAZ اخبار جس کے آپ کسی زمانہ میں ایڈیٹر رہے تھے۔ بعد میں آپ کے پگڑی پہننے اور چھڑی پکڑنے پر اعتراض کرتے ہوئے انہوں نے آپ کو ملازمت سے سبکدوش کردیا۔ بعد میں آپ کی تحریروں کو بھی پورا شائع نہ کرتے۔ لیکن آپ کی وفات کے بعد اس اخبار نے آپ کے ایک اہم خط کو پورا شائع کردیا اور اس کے نتیجہ میں اسلام سے متعلق ایک مشہور بحث بھی جاری رہی۔

☆ مکرمہ صادقہ ہیوبش صاحبہ لکھتی ہیں کہ میرا تعلق قادیان سے ہے اور والد محترم چودھری سعید احمد مہار صاحب درویشان میں شامل تھے۔ محترم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کی اہلیہ اوّل محترمہ ہدایت بیگم سوقیہ صاحبہ کی وفات ہوگئی تو آپ کی ایک چھوٹی بیٹی بھی تھی۔ اس وقت بعض رشتے سامنے آئے۔ اُن دنوں آپ نے خواب میں میرے والد صاحب کو دیکھا جو آپ کو ایک انگوٹھی دے رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے اگلے روز ہی خط لکھا اور اس طرح مَیں آپ کی بیوی بن کر جرمنی آگئی۔ اُس وقت مجھے اس فرق کا احساس تھا کہ ہماری نہ صرف زبان اور ثقافت مختلف تھی بلکہ آپ بہت عالم تھے۔ اُس وقت بہت دعا کیا کرتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے خوابوں کے ذریعہ تسلّی دی۔ ایک بار اسی پریشانی کا اظہار حضرت چودھری ظفراللہ خان صاحبؓ سے کیا تو انہوں نے اسی وقت دعا کروائی جس کے نتیجہ میں میرے اندر ایک سکون پیدا ہوگیا۔ بعد میں اگر مَیں نے کبھی ہدایت اللہ صاحب سے اپنی کم مائیگی کا اظہار کیا تو آپ تسلّی دیتے ہوئے فرمایا کرتے کہ ہمارا رشتہ آسمان پر طے ہوا ہے اور ہم نے ہرصورت اکٹھے رہنا ہے۔

آپ بہت دماغی محنت کا کام کرتے تھے اور جماعتی مصروفیات بھی ہوتی تھیں۔ کام کی زیادتی کی وجہ سے کمزوری بھی ہوجاتی۔ لیکن جب بھی وقت ملتا تو گھر میں بھرپور وقت گزارتے۔ بچوں کو باہر لے جاتے اور آئس کریم وغیرہ کھلاتے۔ عموماً بچوں کے ساتھ سختی نہیں کرتے تھے لیکن اگر تربیت میں ضرورت ہوتی تو ناراضگی کا اظہار کردیتے۔

میرا اتنا خیال رکھتے کہ بچے کی پیدائش سے پہلے اکثر مجھ سے پوچھ پوچھ کر کھانا خود تیار کردیتے۔ ویسے کھانے پر کبھی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا۔ پسند آتا تو تعریف کرتے ورنہ خاموشی سے کھالیتے۔ سنّت رسولؐ کے مطابق عمل کرنے کی ہمیشہ خواہش اور کوشش ہوتی۔ اللہ تعالیٰ پر بھرپور توّکل تھا۔ ایک بچے کی پیدائش کے وقت خطرناک صورتحال پیدا ہوگئی اور فوری آپریشن کرنا پڑا۔ آپ اس دوران سورۃ یٰسین پڑھتے رہے۔ اسی دوران کشفی حالت میں دیوار پر لفظ alive لکھا ہوا دیکھا تو تسلّی ہوئی۔

تبلیغ کرنے کا جنون تھا۔ اس مقصد کے لئے ہر قسم کی تکلیف اٹھاتے۔ کئی بار طبیعت بہت خراب ہوتی کہ کسی جگہ سے فون آجاتا تو فوراً تیار ہوجاتے۔ مَیں اگر صحت کی خرابی کی طرف توجہ دلاتی تو کہتے کہ مَیں تو وقف ہوں، مجھے تو جانا ہی ہے۔ خود بھی نماز باجماعت کے عادی تھے اور بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلاتے۔ نوافل بھی بہت ادا کرتے۔ سفر سے واپس آکر دو نفل پڑھتے۔ جب بھی کوئی پریشانی آتی تو نوافل ادا کرتے۔ آپ کے قبولیتِ دعا کے بے شمار واقعات ہیں۔ اکثر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ ہوجاتا۔ کبھی بغیر ارادہ کے کسی ایسے راستہ پر لے جاتا کہ اُدھر جانے سے کوئی نہ کوئی فائدہ پہنچتا۔ اس پر بہت خوشی کا اظہار فرماتے۔ اکثر مالی تنگی کے وقت اپنا بٹوہ دیکھتے اور اُس میں جو کچھ ہوتا وہ صدقہ کردیتے۔ پھر اکثر بتاتے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے غائبانہ طور پر آپ کی مدد کی۔ جب آپ کے پاس رقم ہوتی تو کبھی کنجوسی نہ کرتے۔ بہت کھلے دل کے مالک تھے۔ کوئی مشکل درپیش ہوتی تو یہی نصیحت کرتے کہ صبر کرو اور دعا کرو۔ اکتوبر 1997ء میں ازبکستان گئے جہاں کچھ جماعتی اور ادبی مصروفیات تھیں۔ وہاں دل کا دورہ پڑا اور ہسپتال میں داخل کروادیا گیا۔ انتہائی پریشانی تھی۔ واپسی کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور آپ کو جرمنی لانے کا بندوبست ہوگیا۔ یہاں بائی پاس آپریشن کیا گیا اور اس کے بعد آپ تیرہ سال زندہ رہے اور مزید خدمت کی توفیق بھی پائی۔ آپ کی ساری زندگی اس بات کی زندہ مثال ہے کہ انسان دعا کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب اور فضل حاصل کرسکتا ہے۔

☆ مکرمہ خولہ مریم ہیوبش صاحبہ لکھتی ہیں کہ میرے والد کے لئے کسی اصول یا نظریہ کی کوئی اہمیت نہیں تھی سوائے اس بات کے جو خدا سے زندہ تعلق کا ثبوت پیش کرتی ہو۔ اُن کی ذہانت خالصتاً علمی نہیں تھی بلکہ صوفیانہ عمل پر مبنی تھی اور اُن کی زندگی مکمل طور پر پُرحکمت تھی۔ بہت حسّاس طبیعت کے مالک تھے۔ جب وہ دعا کرتے یا اللہ کے کسی پیارے بندے کا ذکر کرتے تو اُن کی آنکھوں میں آنسو آجاتے۔ ایک بار مجھے اپنے ہمراہ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ کے پاس لے گئے تاکہ میری جِلدی بیماری کا علاج کرواسکیں۔ جب ہم اندر گئے تو مجھے احساس ہوا کہ میری بیماری تو صرف بہانہ تھی جو دو محبت کرنے والوں کی پیاس بجھانے کا ذریعہ بن گئی۔ دونوں دیر تک بغلگیر رہے اور دونوں کے آنسو رواں تھے۔ پھر حضورؒ نے ابّا سے کہا کہ مَیں روزانہ تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔

ابّا بتایا کرتے تھے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نہایت درجہ کی روحانی طاقت رکھتے ہیں۔ ایک بار آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضور انور ہمارے گھر تشریف لائے ہیں۔ چنانچہ اُسی سال حضور انور ہمارے ہاں تشریف لائے۔

ابّا کی دعاؤں کی معجزانہ قبولیت کا مَیں نے بارہا مشاہدہ کیا۔ مجھے احساس تھا کہ وہ فرشتوں کو انسانی شکل میں دیکھا کرتے تھے۔ آپ ایک ایسے درویش تھے جو خدا کی محبت میں ڈوبا ہوا تھا لیکن اُسے اپنے ماحول کا بھی بھرپور ادراک تھا چنانچہ کسی بھی بحث کے دوران اُن کے گہرے حقائق جان کر محسوس ہوتا تھا کہ ہم کتنے پانی میں ہیں۔ وہ بِلا تکان کام کرتے۔ ساری ساری رات ٹائپ کرتے رہتے۔ 2010ء میں مائن دریا کے کنارے ایک نمائش کے دوران آپ نے ایک خیمہ لگاکر اپنی مصوّری کی نمائش بھی لگائی۔

ایک بار مَیں نے اُن سے ایک لمبے سفر کے بارہ میں پوچھا جو اسلام کے متعلق ایک لیکچر کے سلسلہ میں تھا اور یہ معلوم نہیں تھا کہ کتنے لوگ لیکچر سننے کے لئے آئیں گے۔ آپ نے حیرانی سے کہا: ’’کیوں نہیں۔ اتنا سارا وقت دعا کے لئے۔ اگر صرف ایک بندہ بھی آتا ہے تو یہ بھی کافی ہے‘‘۔ کوئی بھی وقت ملتا تو دعا کی طرف توجہ دلاتے۔ ہمیشہ کہتے کہ اسلام انسانوں کو شائستگی سکھانے کے لئے اور بیہودہ باتوں سے روکنے کے لئے آیا ہے۔

9/11 کے واقعہ کے بعد آپ کو اسلام اور دہشتگردی کے بارہ میں ایک کتاب لکھنے کا کام دیا گیا جو جلد ہی مکمل کرنا تھا۔ جب اس کتاب کا تیسرا حصہ مکمل ہوچکا تو غلطی سے فائل ڈیلیٹ ہوگئی جو باوجود کوشش کے دوبارہ نہ مل سکی۔ لیکن آپ کوئی لفظ بولے اور پریشان ہوئے بغیر دوبارہ کام میں مصروف ہوگئے اور صرف یہی کہا کہ ہوسکتا ہے کہ اس تحریر میں کچھ ٹھیک نہیں تھا۔ دوسری بار جب نصف کتاب مکمل ہوئی تو اس کا ایک پورا باب اچانک ڈیلیٹ ہوگیا۔ اور آپ نے دوبارہ اسی ناقابل یقین صبر کا مظاہرہ کیا۔

وہ اپنی شاعری اور تصویروں کے ذریعہ عاجزی سے مخلوق کی خدمت کرنے والے اور شیروں کی طرح اسلام کا دفاع کرنے والے تھے۔ وہ مشرق اور مغرب کو ملانے والے ایسے وجود تھے جو ثابت کرگئے ہیں کہ اسلام جرمنی کا حصہ ہے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
December 16, 2016 – December 22, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday December 16, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Al-Anfaal, verses 49-58 with Urdu translation.
00:30	Dars Majmooa Ishteharaat
00:55	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 73.
01:20	Waqfe Nau Ijtema Address: Recorded on February 26, 2011.
01:55	Open Forum
02:35	Spanish Service
03:20	Pushto Service
03:35	Tarjamatul Qur'an Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses of Surah Al-Maaidah, verses 48 - 67 by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 69, recorded on July 13, 1995.
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 276.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 74.
07:05	Peace Conference: Recorded on March 26, 2011.
07:45	Adaab-e-Zindagi
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on December 10, 2016.
09:55	Indonesian Service
11:00	Deeni-o-Fiqahi Masail
11:35	Tilawat: Surah Maryam, verses 56-99.
11:55	Roshan Hoi Baat
12:30	Live Transmission From Baitul Futuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Futuh
14:35	Shotter Shondane: Rec. November 28, 2013.
15:40	Adaab-e-Zindagi [R]
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:30	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:40	Introduction To Waqfe Jadid
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday December 17, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Qur'an
01:00	Peace Conference
01:40	Roshan Hoi Baat
02:10	Friday Sermon
03:20	Rah-e-Huda
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 338.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 11.
06:55	Jalsa Salana UK Opening Address: Recorded on July 22, 2011.
08:15	International Jama'at News
08:45	Story Time: Programme no. 43.
09:05	Question And Answer Session: A question and answer session with Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on February 16, 1997.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on December 16, 2016.
12:15	Tilawat: Surah Taa haa, verses 1-41.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intekhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Hamara Aaqa
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:05	World News
20:25	Jalsa Salana UK Opening Address [R]
21:45	Rah-e-Huda [R]
23:15	Story Time [R]
23:15	Friday Sermon [R]

Sunday December 18, 2016

00:30	World News
00:45	Tilawat
00:55	In His Own Words
01:25	Al-Tarteel
01:50	Jalsa Salana UK Opening Address
03:10	Friday Sermon
04:20	Hamara Aaqa
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 339.
06:00	Tilawat
06:10	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 74.
06:55	Bustan-e-Waqfe Nau Class: Rec. May 10, 2015.
08:00	Faith Matters: Programme no. 183.
09:05	Question And Answer Session
10:00	Indonesian service
11:00	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on July 03, 2015.
12:05	Tilawat: Surah Taa haa, verses 42-72.
12:20	Yassarnal Quran [R]
12:50	Friday Sermon: Recorded on December 16, 2016.
14:00	Shotter Shondhane: Rec. November 28, 2013.
14:55	Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
16:00	Live Press Point
17:20	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:30	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:45	Ashab-e-Ahmad
21:15	Press Point: Recorded on November 20, 2016.
22:20	Friday Sermon [R]
23:30	Question And Answer Session [R]

Monday December 19, 2016

00:15	World News
00:40	Tilawat
00:50	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:10	Yassarnal Quran
01:40	Bustan-e-Waqfe Nau Class
02:40	Ashab-e-Ahmad
03:10	Friday Sermon
04:20	In His Own Words
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 340.
06:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 7-16 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 11.
07:00	Lajna National Waqfe Nau Ijtema Address: Recorded on May 01, 2011.
07:35	Sach Toh Ye Hai
08:10	International Jama'at News
08:45	Shan-e-Muhammad (saw)
09:15	Rencontre Avec Les Francophones: Hazrat Khalifatul Masih IV holds a question & answer session for French speaking friends. Rec. December 29, 1997.
10:15	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon. Recorded on July 22, 2016.
11:20	Seerat-un-Nabi
12:00	Tilawat: Surah Taa haa, verses 73-95.
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Rec. January 28, 2011.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Seerat-un-Nabi [R]
15:30	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:00	The Bigger Picture: Rec. February 02, 2016.
16:45	Al-Tarteel [R]
17:15	Shan-e-Muhammad (saw) [R]
18:00	World News
18:20	Lajna National Waqfe Nau Ijtema Address [R]
18:55	Sach Toh Ye Hai [R]
19:30	Somali Service
20:10	Shan-e-Muhammad (saw) [R]
20:45	The Bigger Picture [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:15	Seerat-un-Nabi [R]

Tuesday December 20, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:30	Dars-e-Hadith
00:40	Al-Tarteel
01:05	Shan-e-Muhammad (saw)
01:35	Lajna National Waqfe Nau Ijtema Address
02:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
02:45	Kids Time
03:20	Friday Sermon
04:15	In His Own Words
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 341.
06:00	Tilawat
06:15	Darse Majmooa Ishtihirat
06:25	Yassarnal Quran: Lesson no. 01.
07:00	Bustan-e-Waqfe Nau Class: Rec. May 10, 2015.
08:00	Philosophy Of The Teachings Of Islam
08:20	Khazeena-e-Urdu
09:00	Question & Answer Session
10:00	Indonesian Service
10:55	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on December 16, 2016.
12:15	Tilawat: Surah Taa haa, verses 96-122.
12:20	Yassarnal Quran [R]
12:35	Faith Matters: Programme no. 183.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Spanish Service
15:40	Noor-e-Mustafwi
16:00	Press Point: Recorded on December 18, 2016.
17:15	Philosophy Of The Teachings Of Islam [R]
17:45	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
19:20	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on December 16, 2016.
20:20	Khazeena-e-Urdu
21:00	Press Point [R]
22:00	Noor-e-Mustafwi
22:15	Faith Matters [R]
23:15	Question And Answer Session

Wednesday December 21, 2016

00:00	World News
00:25	Tilawat
00:40	In His Own Words
01:10	Yassarnal Qur'an
01:25	Bustan-e-Waqfe Nau Class
02:25	Story Time
03:00	Press Point
04:00	Noor-e-Mustafwi
04:15	Philosophy Of The Teachings Of Islam
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 342.
06:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 26-33 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 11.
07:00	Jalsa Salana UK Address To Ladies: Rec. July 23, 2011.
08:05	The Bigger Picture
08:50	Pushto Service
09:00	Urdu Question And Answer Session: Recorded on February 16, 1997.
09:45	Indonesian Service
10:50	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on December 16, 2016.
12:00	Tilawat: Surah Taa haa, verses 123-136.
12:10	Aao Husne Yaar Ki Baatain Karain [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on December 10, 2010.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Deeni-o-Fiqahi Masail
15:35	Kids Time: Prog. no. 44.
16:10	Pushto Service [R]
16:25	Faith Matters: Programme no. 182.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana UK Address To Ladies [R]
19:25	French Service
20:30	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00	Kids Time [R]
21:35	Quiz Roohani Khazaa'in [R]
21:55	Friday Sermon [R]
22:55	Intikhab-e-Sukhan: Rec. December 17, 2016.

Thursday December 22, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Aao Husne Yaar Ki Baatain Karain
00:55	Al-Tarteel
01:25	Jalsa Salana UK Address To Ladies
02:30	Deeni-o-Fiqahi Masail
03:00	Quiz Roohani Khazaa'in
03:25	In His Own Words
03:50	Faith Matters
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 343.
06:05	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 01.
06:45	Jalsa Salana Germany Address To German Guests: Recorded on June 25, 2011.
07:50	In His Own Words
08:40	Tarjamatul Qur'an Class: Qur'anic verses of Surah Al-Maaidah, verses 67 - 78 by Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 70, recorded on July 19, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:05	Japanese Service
12:05	Tilawat: Surah Al-Ambiyaa', verses 1-25.
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:25	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Beacon Of Truth: Rec. December 11, 2016.
13:50	Friday Sermon: Recorded on December 16, 2016.
15:00	Introduction To The Life Of Holy Prophet Muhammad
15:25	Hijrat
15:55	Persian Service
16:20	Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:25	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana Germany Address To German Guests [R]
19:35	Faith Matters
20:40	Open Forum [R]
21:10	Hijrat [R]
21:45	Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:00	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 | Friday 16 December , 2016 | Issue No. 51

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ کینیڈا 2016ء

پارلیمنٹ ہل کینیڈا میں مختلف منسٹرز، ممبران پارلیمنٹ وسینیٹرز کی حضورانور سے ملاقاتیں۔ پارلیمنٹ ہل میں باجماعت نمازوں کی ادائیگی۔
پارلیمنٹ کے اجلاس کے دوران وزیٹر گیلری میں حضورانور کی آمداور سپیکر و ممبران کی طرف سے حضورانور کو خوش آمدید۔کینیڈا کے وزیراعظم کی حضورانور سے ملاقات۔
وزیراعظم اور دیگر چھ وزراء کی حضورانور سے ملاقات۔پارلیمنٹ ہل میں حضورانور کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب کا انعقاد۔
استقبالیہ تقریب میں سرمحمد ظفراللہ خان ایوارڈ کی تقسیم۔آنریبل لوئی آر بر کا ایڈریس۔مختلف معزز مہمانوں کے استقبالیہ ایڈریسز۔

❁......ہم سب انسانیت کے ناطے متحد ہیں۔تمام قوموں اور تنظیموں کو انسانی اَقدار کے قیام اور دُنیا کو امن کا گہوارہ بنانے کے لئے مشترکہ کوششیں کرنی چاہئیں۔...... ❁ اسلام کی تعلیمات اس کے نام کے موافق ہیں۔اسلام کے لفظ کا مطلب ہی امن، محبت اور ہم آہنگی ہے اور اس کی تمام تعلیمات انہی اعلیٰ اقدار کے گرد گھومتی ہیں۔...... ❁ ہر فرد کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ وہ پُرامن طریق پر اپنے مذہب کی تبلیغ کرسکے۔بنیادی انسانی حقوق میں اس آزادی کی بھی ضمانت ہونی چاہئے۔اور قانون ساز اسمبلیوں اور حکومتوں کو چاہئے کہ وہ غیرضروری طور پر ان معاملات میں دخل اندازی نہ کریں ورنہ احتمال ہے کہ ان کی مداخلت کو اشتعال انگیزی کا باعث گردانا جائے اور اس سے مایوسی اور بے سکونی پیدا ہو۔...... ❁ مغرب میں بعض اوقات ایسے قوانین اور اصول وضع کئے جاتے ہیں جو کہ عالمی مذہبی آزادی اور برداشت کے علمبردار ہونے کے مغربی دعووں کے منافی ہیں۔...... ❁ میری نظر میں یہ بات غلط ہے کہ ایسے مذہبی عقائد اور اطوار جن پر پُرامن رہتے ہوئے عمل کیا جارہا ہے، ان میں غیرضروری طور پر ریاست مداخلت کرے۔...... ❁ میرے نزدیک ہمارے سامنے اس وقت سب سے نازک اور ضروری مسئلہ دنیا میں امن کا فقدان ہے اور انتہائی افسوس کی بات ہے کہ مسلمان ممالک اس فساد اور عدم استحکام کا مرکز بنے ہوئے ہیں حالانکہ ان کے مذہب نے انہیں امن کے قیام کے لئے نہایت اعلیٰ تعلیمات دی ہیں۔...... ❁ موجودہ بدامنی کی وجہ صرف اسلامی ممالک ہی نہیں ہیں بلکہ ہمارے اس گلوبل ویلیج میں رہنے والے دوسرے ممالک کا بھی اس بدامنی میں اہم کردار ہے۔اگر دنیا کی بڑی طاقتوں نے ہر دور میں انصاف سے کام لیا ہوتا تو آج ہمیں ان فسادات کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔...... ❁ میرے خیال میں آن لائن radicalisation یا مساجد میں نفرت آمیز تعلیم دینے یا شدّت پسندانہ لٹریچر کی تقسیم کے علاوہ مغرب میں رہنے والے نوجوان مسلمانوں کی شدّت پسندی اختیار کرنے کی ایک بڑی وجہ معاشی بحران بھی ہے۔اس لئے اگر نوجوانوں کے لئے بہتری کے مواقع پیدا کئے جائیں اور انہیں ملازمتیں مل جائیں تو یہ ملک کو پُرامن اور محفوظ بنانے کا ذریعہ بن جائیں گے۔...... ❁ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ دنیا میں کس قدر بے یقینی کی حالت ہے اور کس طرح نفرت اور بے چینی دنیا کے اکثر حصوں میں پھیلی ہوئی ہے۔مَیں پھر سے کہوں گا کہ اس کی بنیادی وجہ عدل وانصاف کا نہ ہونا ہے۔

(پارلیمنٹ ہل کینیڈا میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا عالمی حالات کے تجزیہ اور امن عالم کے قیام سے متعلق بصیرت افروز خطاب)

☆......حضور کی شخصیت باکمال تھی اور الفاظ نہایت مؤثر کن۔آپ کی تقریر نہایت شاندار تھی جس میں تمام دنیاوی مسائل کو اختصار کے ساتھ پیش کیا۔آپ نے مذہب کے پس منظر میں دنیا کے مسائل پر روشنی بھی ڈالی۔......☆ جو تقریر آپ نے بیان فرمائی شاید ہی میں نے اس سے بہتر کوئی تقریر سنی ہو۔انہوں نے ان تمام مسائل پر جن کا سامنا تمام دنیا کو ہے، روشنی ڈالی۔......☆ یہ تقریر مجھے بہت پسند آئی کیونکہ اس میں ان تمام اقدار کا ذکر تھا جن پر میرا یقین ہے یعنی آزادی، برداشت اور امن۔......☆ یہ ہمارے لئے باعث فخر ہے کہ مجھے خلیفہ کا خطاب جو نہایت پُرحکمت تھا سننے کا موقعہ ملا۔اور دنیا کے امن وسلامتی کا جو نظریہ حضور کا ہے وہ بھی سننے کا موقعہ ملا۔مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ خلیفہ تمام دنیا میں یہ پیغام خود پہنچا رہے ہیں۔......☆ مَیں ایک سنّی امام ہوں اور مجھے یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ اس تقریر نے دنیا میں قیام امن کی بنیاد رکھی ہے۔اس تقریر کی آج کی دنیا میں اشد ضرورت ہے۔......☆ حضورانور کی تقریر سنی ہے۔انتہائی بولڈ (Bold) بیان تھا اس سے پہلے کبھی ایسا بیان نہیں سنا۔اور اس کی وجہ یہ کہ خلیفہ کے ہاتھ میں کشکول نہیں ہے اور انہوں نے مغرب کو ان کی اصلیت دکھائی۔......☆ ایک نہایت روحانی شخص ہی اتنی طاقتور تقریر کرسکتا ہے۔......☆ آج اسلام کے بارہ میں میری سوچ بدل گئی ہے اور اس کی قدردانی بھی بڑھ گئی ہے۔اس تقریر کو شائع کرنا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا چاہئے۔اور اگر لوگ اس پیغام کی پیروی کریں گے تو دنیا کے گھمبیر سے گھمبیر مسائل بھی حل ہوسکتے ہیں۔

(پارلیمنٹ ہل میں حضورانور کے خطاب کے بعد تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات)

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

17/اکتوبر بروز سوموار 2016ء

(حصہ دوم)

مختلف منسٹرز، ممبران پارلیمنٹ وسینیٹرز کی حضورانور سے ملاقاتیں

سب سے پہلے ممبر آف پارلیمنٹ Hon. Andrew Leslie (چیف گورنمنٹ Whip) حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے آئے۔موصوف نے بتایا کہ مَیں آرمی سے ریٹائر ہوا ہوں اور اب ممبر پارلیمنٹ ہوں اور چیف Whip ہوں۔جو میرا علاقہ ہے وہ آٹوا میں ہی ہے اور مَیں یہاں سے منتخب ہوا ہوں۔

موصوف نے کہا کہ آٹوا میں بھی آپ کی کمیونٹی ہے۔اس دفعہ مَیں ٹورانٹو میں پہلی دفعہ آپ کے جلسہ سالانہ میں شامل ہوا ہوں۔میرے لئے یہ حیرت انگیز تجربہ تھا۔بہت آرگنائز اور منظّم تھا۔جلسہ گاہ سے باہر جہاں پولیس کے کنٹرول میں پارکنگ تھی وہاں زیادہ اچھی آرگنائزیشن نہیں تھی۔

اس پر حضورانور نے فرمایا کہ مَیں کہتا ہوں کہ ہمارا ڈسپلن آرمی کے ڈسپلن سے بہتر ہے۔

ممبر پارلیمنٹ نے عرض کیا کہ جماعت دنیا میں امن کے قیام کے لئے، انسانی اقدار قائم کرنے کے لئے جو کوششیں کررہی ہے وہ قابل قدر ہیں اور آپ معاشرہ کی بھلائی کے کاموں میں جو اپنا حصہ ڈال رہے ہیں وہ بہت عظیم ہے۔موصوف نے کہا یہ میرے لئے اعزاز ہے کہ مَیں آج حضور سے مل رہا ہوں۔

ممبر پارلیمنٹ Judy Sgro بھی اس میٹنگ میں موجود تھیں۔حضور انور نے فرمایا کہ Judy صاحبہ کا جماعت سے بہت پرانا تعلق ہے اور اب یہ ہماری ذاتی دوست بن چکی ہیں۔حضور انور نے فرمایا جب میں پہلی دفعہ کینیڈا آیا تھا تو یہ مجھے receive کرنے والوں میں شامل تھیں۔

ممبر پارلیمنٹ جوڈی نے عرض کیا کہ حضور انور سیسکاٹون (Saskatoon) کا بھی دورہ کررہے ہیں۔میری خواہش ہے کہ حضورانور بریمپٹن (Brampton) کا بھی دورہ کریں اور وہاں بھی آئیں۔

اس پر امیر صاحب کینیڈا نے عرض کیا کہ بریمپٹن سے پہلے سیسکاٹون کی تعمیر مکمل ہوگی۔اس پر موصوفہ نے عرض کیا کہ اس کا مطلب ہے کہ حضورانور کو بار بار کینیڈا آنا پڑے گا۔

موصوفہ Judy صاحبہ نے حضورانور کی خدمت میں عرض کیا کہ آج میں نے پارلیمنٹ سے باہر ایک خاتون کو دیکھا۔وہ صرف چار ماہ قبل کینیڈا آئی ہے۔وہ اس قدر جذباتی تھی کہ آج حضورانور پارلیمنٹ تشریف لا رہے ہیں اور مَیں اپنی زندگی میں حضورانور کا پہلی دفعہ دیدار کروں گی۔وہ بہت جذباتی تھی۔اس کو دیکھ کر مَیں بھی جذباتی ہوگئی۔

ممبر پارلیمنٹ Andrew Leslie کی حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات گیارہ بج کر دس منٹ تک جاری رہی۔

☆ بعد ازاں سینٹ کے دوممبران Senator Peter Harder اور Senator Grant Mitchell حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔

سینیٹر Peter، سینٹ میں حکومت کے نمائندہ بھی ہیں اور سینٹ کے اجلاسات میں حکومت کی طرف سے نمائندگی بھی کرتے ہیں۔

ان دونوں ممبران نے اپنا تعارف کروایا۔سینیٹر Peter نے بتایا کہ نئے وزیراعظم نے مجھے سینٹ میں حکومت کا نمائندہ مقرر کیا ہے۔اس سے پہلے مَیں فارن آفس

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں